

"فریدی پسندوں" کو ایک بار پھر نیشن دلماہ ہوں کہ "نہرِ بلا سیلہ" کی کمائی انہیں مزدروپسند نہ تھے گی۔ فریدی کو دوہ جس اہمaz میں دیکھنا چاہتے ہیں اسی اہمaz میں نظر ہے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ محمد صاحب کیسے کیے گئی کمالاتے ہیں۔ بہت دفعوں سے اذنگوں ہے تھے۔ اپنے کام پور نہ کیا ہے۔ آپ کا یہ خیال نفلت ہے کہ محمد صاحب نہ ہیرا پیغمبری میں پڑے رہتے ہیں۔ اس کمائی میں دیکھنے لگا کہ وہ کتنے باتیں پڑھنے لفڑا تے ہیں۔ اس میں انہوں نے خود مجھ پر نظر کئے ہیں۔ فریدی کی انگلی ہی پکڑ کر پہنچ کی کوشش تھیں کی۔

جیسے بھی کیسی کاریسرے کلاؤ میں داخل ہوئی۔ مومنیا کا دل دھڑکنے لگا۔ کوئی نہ کوئی سا فڑھرہ ہو گا اور اس کے لئے فوری طور پر پہنچ یا کافی تیار کرنی پڑے گی۔ اس کا چھوٹا سا اتفاقی ہوٹل تیسرے کے کلاؤ ہی کے قریب واقع تھا۔ جسے متوازن بڑے کے تو وہ سڑ نظر انہیں کر سکتے تھے۔

مردوی شباب پر تھی۔ صبح خامی پرف باری ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد شہاب سے تیز ہواؤں کے جھکڑا تے تھے اور زین میں پر پڑی ہوئی برف سخت ہو گئی تھی۔ لیکن یہ سب کچھ اس کی پریشانی کی وجہ نہیں تھے۔ یہ چھوٹا سا ہوٹل اس لئے گزرنیاڈی ایمپریوری میں مشورہ تھا کہ اس کے باپ اور بھائی "اس کی اگ" کے ماہر تھے اور خواب سے خراب موسم میں جیسے سافروں کو "اس کی اگ" کو رادیا کرتے تھے۔

آج بھی یہی ہوا تھا۔ اس کا باب ایک ہر بھی کہ "اسکی اگ" کو رانے لے گیا تھا اور بعد میں معلوم ہوا تھا کہ آج دوشنبہ ہی دا پس آئے۔ کسی نے اُن دلوں کے جانے کے بعد سوتیا کو اسی کی طرف توجہ دلاتی تھی۔ اس کے باپ کے کچھ دشمن اُن دلوں ڈی ڈی ایمپریوری میں ٹھہرے ہوئے تھے اور غایباً موقع کے منتظر تھے جہاں کہیں اور گلیا ہوا تھا اور شام سے قبل اس کی دالپی ناممکن تھی۔

والسلام

اینست صفحہ
۲۱
۲۲
۲۳

”سوئیا ایں شدت نے کسی گرم رہنڈ پ کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں یا“
اس نے سوئیا کی طرف دیکھ بخیر کہا اور پڑھی میز کے قریب ایک کرسی سینچال لی۔
”اس وقت میں پچھنڈ کر سکوں گی۔ لوٹی کپک میں ہے تم بھی سیدھے دین چلے
جاوے۔“

”آج یہاں سے کوئی شمال مشرق کی طرف تو نہیں گیا ہے“ دقتاً جعلی نے
پڑھا اور سوئیا پیسا خستہ چونکہ پڑھی۔
”گک .. گک .. گک .. گکیوں یا“

”پچھو دیر پہلے اور ہر فاٹروں کی آوازیں بنی گئی ہیں یا“
”خدا تیر کرے۔ پاپا اور ہر ہر گئے تھے یا وہ کلپاتی ہوئی آوازیں بولی۔
پھر غیریانی انداز میں پیچھتے گئی۔ ”لوٹی۔ لوٹی۔ خدا کے لئے اندر آؤ یا“
”دوسرے ہی لمحے میں لوٹی دوڑا کیا تھا۔
”کیا ہووا۔ کیا ہووا۔ ادھ سی نور ڈی مورا۔“

”اوہ ہر گولیاں ملی ہیں یا“
”شام مشرق کی طرف۔۔ پاپا اور ہر ہر گئے تھے یا“
”لیے موسم میں لگئے جی کیوں یا“ ڈی مورا بولا۔
”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔۔“ ”لوٹی نے سوئیا کو گھوڑتے ہوئے پوچھا۔
”ڈی مورا نے بتایا ہے۔“
”تب تو ٹھیک ہی ہو گا یا“

”ایسے موسم میں تو میں بھی اوہ جانے کی سیرات نہیں کر سکتا۔۔“ ڈی مورا
تے باقاعدے ہوتے کہا۔ ”تمہارا دل پاپے تو گاڑی لے جاؤ۔۔ میں جواب دہی
کروں گا۔۔ الگ کرنی بات آپری۔“

ہر ٹولی میں اس وقت بھی سات ماڑا موجد تھے جن میں پانچ مردار دو سورتیں
تھیں۔ آٹھواں امر کی اس کے باپ کے ساتھ ”اسکی آنگ“ کے لئے گانا ہو رہا تھا۔
سوئیا بھی پریثان تھی اور اس وقت کی فویں ماڑا کے لئے کچھ نہیں کر
سکتی تھی۔ تین دن کیا کر تی کفریوں ماڑا کے ساتھ اس کا بھائی بھی کمرے میں داخل
ہوا تھا اور اس نے اس کا سوٹ کیس بھی اٹھا رکھا تھا۔ سوئیا اس کی طرف پھیلی
اور صلبی جلدی اُسے بتانے لگی۔

”اوہ۔۔ دہم ہے تمہارا۔۔ بھائی نے لاپرواٹی سے شانوں کو جذبہ دی
”تم سمجھتے کیوں نہیں یا“
”سمجھ جاؤں گا۔۔ پھر تم اس شرافت آدمی کے لئے گرام چائے تیار کر دو“
”تمہارا دوست نہیں ہے یا“
”نہیں کیل کار پر ہم دو ڈن ساتھ ہی ساتھ سوار ہوتے تھے۔۔ ایشانی بھے
شرافت اور بے شرافت آدمی معلوم ہوتا ہے یا“
سوئیا نے تو وارد کو غرر سے دیکھا جس کے چھرے پر بڑی خوبصورت سی
حماقت چھائی ہوئی تھی۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے پانچ سے اٹھ کر سیدھا
اسی طرف چلا آیا ہو۔۔

”میں بہت پریثان ہوں لوٹی۔۔ تم سمجھتے کیوں نہیں یا“
”اپنی بات ہے۔۔ میں خود میں گھن میں جارہا موں۔۔ پھر میں تینیں تمہارا کرہ
دکھادوں یا لوٹی نے تو وارد کے شانے پر اپاٹ کر کہا تھا۔۔ وہ اُسے اپنے
ساتھ لے گیا اور سوئیا ہیں کھڑی ہر ہی۔۔ ٹھیک اسی وقت رسکوپاری ٹکی ایک
گاڑی صدر دروازے کے قریب رکھتی تھی اور علیے کا ایک آدمی گاڑی سے
انکر اندر داخل ہوا تھا۔۔

”اب تو جانا ہی پڑے گا“ ٹوپی پر تشویش لمحے میں بولا۔ اچھا میں گاڑی
لے جائے ہوں۔“

”تمیں تھا تمیں جانے دوں گی“ سونیا بول پڑی۔

”پھر کون جاتے گا یہ سے ساتھ یہ دیواروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔
سارے سائز کے ہی میں الٹا ہو گئے تھے۔ ان میں ٹوپی کے ساتھ والا سائز
بھی شامل تھا اور بڑی محدودیت سے ایک ایک کی شکل دیکھتا ہوا تھا۔ سب
خوب شکرے ہے۔ کسی نے بھی ٹوپی کے ساتھ جانے کی پلکش نہ کی۔“

”میں پل رہی ہوں یا دفعتاً سونیا بولی۔“

”تم کیا کرو لو۔ گل۔“

”پچھلی تیس لیکن مجھے الٹیان تو رہے گا کہ تم تھا تمیں بڑو۔“

”اچھا۔ اچھا۔“ اسکی اہمگی کام سامان تو نکلاواد۔ ٹوپی نے کام۔

”اور ایک بیٹ میرے لئے بھی“ دفعتاً تو ان سماز آگے بڑھ کر بولا۔

”گل۔ کیوں...“ سونیا ہمکھاتی۔

”میں جاؤں گا ٹوپی کے ساتھ۔“

”ارے ستم۔!“

”مل کیوں نہیں ایں کسی ریگستان سے تو نہیں آ رہا میرے لئے میں بھی

پھاڑ رہا۔ ان پر ملی برف گرتی ہے۔ دہانی بھی“ اسکی اہمگی ہوتی ہے“

”لیکن تم؟“

”پرواہ مت کرو۔ ایک بیٹ میرے لئے بھی منکرواد۔“

”تم بتتے ہکھے ہوئے ہو۔ تمیں آیاں کی خودرت ہے۔ ایک کپ چاۓ میں

تو ابھی کب نصیب نہیں ہوئی تمیں۔“

”خمروس میں بدلیں گے چلتے ۰۰۰۔ اور راستے میں پی لیں گے۔“

”میں ابھی خمروس تیار کرتی ہوں“ سونیا کچن کی طرف در ڈگتی۔

ڈی مورا ان کے تریب آنکھڑا ہوا تھا اور اہم سافر کو گھر سے جارہا تھا۔

”تم نہیں جانتے کہ کہاں جا رہے ہو“ دفعتاً اس نے عران کو مخاطب کیا۔

”ٹوپی تو جانتا ہے۔“ عران نے لاپرواہی سے کہا۔

برفتے چلنے والی گاڑی میں سامان سفر کو دیا گیا اور وہ دونوں بائیں

نکلے۔ ڈی مورا انکھوں میں گھری اشوشی کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔

جیسے اپنی پلکش پر کھتارہ تھا۔

”ڈی مورا تمہاری جانتے تھے ڈی مور رہی ہے۔“ سونیا بولی۔

”اوہ۔ ہا۔“ وہ چونکہ پڑا۔

ٹوپی توں سماز کا بازو پڑھتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ ابھی

ٹوپی نے اسٹرینگ بھی ہیں سینھالا تھا کہ ڈی مورا بڑا ہوا آیا اور ٹوپی کو

گاڑی سے متصل ہدایات دیتا ہوا بولا۔ ”جیسے غلطہ سمجھنا ٹوٹی۔ دراصل صحیح

سے میرے سینے میں پلکا ہبکا دد ہو رہا ہے۔“

”اوہ تم اس کی پرواہ مت کرو ڈی مور۔ گاڑی بھخافتہ تمام دا پس

آتے گی اور ہاں تم ہیں آرام کرو۔ سونیا کے کہنا کہہ کھلدا رہے گی۔“

”شکری ٹوپی! تم ایک فراخدل باپ کے بیٹے ہو۔“

گاڑی اشارت ہو کر آگے بڑھ گئی۔

”تمہارا نام کیا ہے دوست؟“ دفعتاً ٹوپی نے نویں سافر سے پوچھا۔

”عران۔!“

”تم مجھے بہت نیکا دل آدمی معلوم ہوتے ہو۔“

"صرف نیک دل ہوں۔ آدمی نہ کہو مجھے ہے"
 "یکوں بھی کیوں ہے"
 "اس لئے کہ آدمی ہمیں ہوں ہے"
 "بھوت ہو یا تو فی ہنس پڑا۔
 "یہی سچھ لڑا۔"
 "کیا پہلے بھی کبھی ادھر آچکے ہوئے
 "کبھی نہیں!"

"پھر بھی میرے ساتھ جائے پر تیار ہو گئے"
 "آدمی ہمیں ہوں۔ اسی لئے تو کچھ سوچے سچھے بغیر تیار ہو گیا تھا۔"
 "کچھ بھی ہو ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہوئے یہی بہت بڑی بات ہے اس زمانے میں تم دیکھا تھا کہ ڈی موڑا بھی سچھے بہت گیا"
 "قدیمی کا ہے جو"
 "بہت پرانی بخشوش کی کماق ہے۔ میرا باپ یہی کہتا ہے"
 "تو کیا وہ دشمن کبھی کبھی کوئی نہیں آتے ہیں"
 "شامی یہی بات ہے۔ تو فی تے مٹنڈی ساتیں کے کہا۔ سو نیا اس سلسلے میں شام بخسے زیادہ جانتی ہے۔ وہ میری سوتی ہیں ہے نا۔
 باپ اسے بہت چاہتا ہے"

سکھڑی کی زندگانی زیادہ تیر ہمیں تھی۔ ان کا رُخ شمال مشرق کی طرف تھا۔
 "اسکی ایگا۔ کیسی کریتے ہو؟"
 "خاصی ہے۔ تم نکرنا کرو۔ میرا بڑا تمیں دل اٹھانا پڑے گا۔"
 "موسم زیادہ خراب ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ وہ موسم خراب ہونے کے بعد یکا ہے۔ بہت کے ملوثان میں وہ باہر نکلا تھا۔ یہ امر نہیں بھی بڑے بغلی ہوتے ہیں۔"

"دیکھا جائے گا کیا اب میں قمر موس سے چاٹے انہیں سکتا ہوں؟"
 "اوہ ہو۔ منزدہ میں تو بھول ہی گیا تھا دوست۔ محدث کرتا ہے"
 "تمہارے باپ کی تو ساری زندگی ہی یہیں لگڑی ہو گی یا عمران نے چاٹے
 انشیتے ہوئے پوچھا۔
 "ظاہر ہے"
 "تو اس سے پہلے بھی ایسے واقعات پیش آتے ہوں گے۔"
 "ضور آتے ہوں گے"
 "تمہیں علم نہیں یہ عمران کے بھی میں حیرت تھی۔
 "دیکھو دوست میرا باپ اپنے بخی مغلات میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔
 میں سو نیا اس کچھ جانتی ہو گی۔ سچھے یقین ہے"
 "آتنا ہی چاہتا ہے سو نیا کوئی"
 "ہاں۔ وہ میری مر جو مر مان کی مشکل ہے نا۔"
 "اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے باپ نے محبت کی تھی۔"
 "اس میں تو شک نہیں"
 "میرا خیال ہے کہ گاڑی روک کر تم بھی ایک کپ پی لو۔"
 "ہاں تھیک ہے۔ تو فی نے کہا اور گاڑی روک دی۔ عمران نے اس کے لئے بھی چلتے اہلی تھی۔ تو فی گھونٹ لئے کہا۔ اس موسم میں میرے باپ کے علاوہ اور گوئی اس قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔"
 "لیکن میرا خیال ہے کہ میں نہیں بہت سے لوگوں کو برت پر دوٹتے دیکھا تھا۔"
 "موسم خراب ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ وہ موسم خراب ہونے کے بعد یکا ہے۔ بہت کے ملوثان میں وہ باہر نکلا تھا۔ یہ امر نہیں بھی بڑے بغلی ہوتے ہیں۔"

اگر وہ میرے باپ کو مجور نہ کرتا تو۔“

کچھ خالی کر کے اُس نے پھر اجنب اسٹارٹ کیا۔ گھاڑی طریقی بھی برف
باری کچھ دیر سے رُکی ہوئی تھی۔

”هم غاباً شمالِ شرقی ہی کی طرف جا رہے ہیں۔“ عمران نے تھوڑی دیر بعد
کہا۔

”نہیں اشمال کی طرف... آگے مچل کر مشرق کی طرف مڑیں گے۔ یہ نہیں
کہزادے سے۔ اُوہ۔ وہ دیکھو۔ تین آدمی ارادتمند آرہے ہیں۔“
”رُک کر دیکھو لو۔ شامِ دی۔“ عمران نے کہا اور لوٹنے کا لای رُوك دی۔
تین آدمی اسی سمتِ دری سے آرہے تھے۔ لوٹنی گاڑی سے کوڈ لیا۔ عمران
بھی اتر احترا۔

”اویو۔ ان میں سے تو ایک دہی امریکن ہے۔ بل۔۔۔ لیکن پاپا۔
لوٹنی پڑ بڑا۔

”کیا وہ ان میں نہیں ہے؟“
”نہیں۔ ا۔“

”اوہ۔ اچھا۔ نہیں قریب آتے دو۔“

”یہ دونوں بھی میرے لئے اجنبی ہیں۔ شامِ دی دوسرے ہوٹل کے
ساڑی ہیں۔“
اُن کے قریب پہنچ کر وہ رکے تھے۔ اور لوٹنے نے چھوڑتے ہی امریکن
سے اپنے باپ کے منتقل پوچھا تھا۔

”میں کچھ نہیں جانتا۔ دو قسم فاتح ہوتے تھے اندھر تھما لایا پس میری نظروں
سے او جھل ہو گی تھا۔“

لوٹنے سے مرا لیے نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔
”یہ ہمیں برف کے تودے میں دفن ہے تھے۔ ایک لمحہ اور پھر کلاہ گیا تھا۔
اسی پاپ۔۔۔“

”بہت جلد اس قابل یعنی ہو گئے تم کو اپنے بیرون پر کھڑے ہو سکو ٹوٹنے
نے امریکن کو گھوستے ہوئے کہا۔

”آدھے ٹھیک بیویوں سے تھے۔“ ایک راتھی بولا۔

”بھچتا کرنا کہ فاتح کہاں ہوتے تھے؟“ لوٹنے امریکن کو گھوستے ہوئے پوچھا۔
”یہ اس دیوار میں اجنبی ہوں اچھے لڑکے۔“ امریکن کا اپنا ہوا بولا۔

”میری شیخ پر شہد مت کرو۔ پھر میں ہمارے باپ کا دشمن کیونکہ تو ہو سکتا
ہوں جبکہ پہلی بار ہماری ملاقات ہوئی ہے۔“

”کیم کوشش کے باوجود یہی اس بچہ کی نشاندہی نہیں کر سکتے ہمار
فائزگ بھوئی تھی۔“

”اوہ۔۔۔ خدا یا۔۔۔ کچھ کچھ یاد کو آ رہا ہے۔ شامِ دیں نوکوں والی چڑاؤں
کے قریب۔۔۔ ہاں ہاں۔ وہ چنان مجھے عجیب لگی تھی۔“

”میں بھی گلیتی تو فی سر ہا کر بولا۔ اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔
کیا خیال ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”ان نیزون کو یہیں گاڑی میں چھوڑ کر ہم دونوں چلتے ہیں۔ لیکن ایک دل پر
سوچ لو۔ یہاں سے ہم اسکی لہلے کرتے ہوتے چاہیں گے۔“

”اچھا تو ہم پہنچا ہوں اپنی ایکسر۔“ عمران بولا۔

تین چار منٹ کے اندر ہی اندر دو نوں تیار ہو گئے تھے
”ہماری واپسی مک تم تین بیس ٹھنڈے گے“ ٹوپی نے اُن سے کہا۔
”میں رک جاؤں گا“ لیکن تم ان دونوں شریف آدمیوں کو
اس پر عبور نہیں کر سکتے“

”نہیں۔ ہم فضور رکن گے“ دونوں نے بیک وقت کہا تھا۔
دونوں آگے بیچھے روانہ ہوتے تھے۔ ابستہ میں عران کی زندگانی
ہری تھی۔ پھر اس نے جلد ہی ٹوپی کو جایا۔

”کوئی دشواری تو محوس نہیں ہو رہی ہے“ ٹوپی نے بیچھے کھوچا۔
”بالکل نہیں! قلم طعن رہو“ عران نے جواب دیا۔

”محب سے کسی تدری فاصلہ برقرار رکھو۔ ٹوپی نے کہا۔

”یہت اچھا“ عران نے اپنی زندگانی حد تک کم کر دی۔
پھر کچھ دیر بعد وہ اُس سے تریا ڈسکن بیچھے تھا۔

مشعرہ تاسیب ہی تھا۔ دوڑ چاری ہری۔ کئی بیک اتنی بیچھی چھلانگیں بیجی
لگائی ٹوپی تھیں۔ بالآخر کچھ دیر بعد ٹوپی نے اپنے اٹھا کر رکنے کا اشتار کیا تھا۔
عران اس کے قریب ہی جا کر رکا تھا۔

”وہ رہی تھیں توکوں والی چنان ٹوپی ایک جانب اٹھا کر بولا۔
یعنی یہیں تھیں فنا تھوڑتھے تھے“ عaran بڑھ رہا۔

”ان کے بیان کے مطابق یہی بیک ہو سکتی ہے“

”تو پھر ملامت کا آغاز ہیں سے ہونا چاہیے“ عaran بولا۔
”سوال تو یہ ہے کہ کریں کیا۔ کیا میں اسے اُذیں دون ٹوپی نے الجھ
کر کہا۔

”کہیں وہ یجی اسی امریکن کی طرح ہیوکش نہ ہو گئے ہوں ہے۔“
”ست تو منوں برف کے بخیے کہیں۔ کہیں دافی ہی ہرگیا ہو گا۔“
”دققتاً ٹوپی نے اپنے بپا کو آوازیں دینی شروع کر دی تھیں۔ اس کا
اضطراب بڑھا جا رہا تھا۔

”اس سے کوئی فائدہ تھا ہو گا“ عaran اس کے شانتے پر اتا تھا کہ کر بولا۔
تلش کرو۔ اگر اس بچہ نے کوئی بھی ہوں گے تو میلے ہوتے ہوئے چھپے ہو گئے ہوں
گے“ اس نے سامنے والے طویل نشیب کی طرف اشارہ کیا تھا۔

”چھلانگیں لگائیں پیس گی“ ٹوپی بولا۔

”لگائیں گے۔ جلد بیچھے ہوئے چھپو کر ازکم دوڑلا ہگ یچھے وہاں سے
اشارت لے کر چھلانگیں لگائیں گے۔“
”تم خاصی معلومات رکھتے ہو؟“

”ہر رسال سوٹر لیڈ جاتا ہوں اس بار ادھر آنکھا“ عaran نے کہا۔
چھروہ وہاں سے تریا ڈادھاتی فرلا ہگ بچے ہٹا آتے تھے۔ پھر
دھڑکا کر نشیب میں چھلانگیں لگائی تھیں۔ عaran تو سنبھل گیا تھا لیکن ٹوپی
دور تک لڑھتا چلا گیا تھا۔ چھروہ سنبھل کر پلٹا۔ اس نے دیکھا کہ عaran
برف سے کوئی چیز نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ اس کے قریب
پہنچا۔ یہ ایک خون آلو دروال تھا۔

”خدا کی قسم یہ پاپا کا ہے“ ٹوپی بڑھو اس ہو کر بولا۔

”اوہ... تو پھر... تو پھر...!“

ٹوپی دیوار اور اُسی بچہ استک بے برف ہٹلتے لگا تھا۔ لیکن
خاصاً گمراہ اڑھا یا تیلینے کے بعد بھی وہاں کچھ نہ مل سکا۔

”بے کوئی چکر“ وہ پکپاتی ہوتی آواز میں بولا۔ ”وہ لوگ سمجھ جائیں اور
نہم غالباً تھوڑے ہیں۔“
”تم اس کی خوبصورت کرو۔ اچھا ٹھہرو۔ کیوں نہم لیا چکر کاٹ کر عمارت
کی پشت پر پھینک کر کوشاش کریں۔
”ٹھیک ہے۔“

”ڈیگروں کی اوٹ یتھے ہوتے وہ متعین کی ہوتی سست روائی ہو گئے تھے۔
ٹونی کو اپنے اختداب پر قابو پانی محلہ ہو رہا تھا کہ اس کا باپ اسی عمارت
میں ہوا۔ وہ عمارت کی پشت پر جا پہنچے اور ٹونی نے دیکھا کہ عمران اپنی
”اسکے“ آثار ہے۔ وہ بھی اس کے قریب جا پہنچا۔
قد آدم سے بھی کسی تدراد و نجاتی پیغامی دیوار میں پچھر رہ شمند ان دکھانی
دے رہے تھے۔

”کیا کرو گے؟“ ٹونی نے آہستہ سے پوچھا۔

”ذرا اندر کا جائزہ ہوں گا۔ باہر تو دو عدو موجود ہیں۔ اندر بھی دیکھو جاؤ۔“
”احتیاط سے... ۰۰۰ ہم لختے ہیں۔“

”ریلوالو کا بچھرے ہے میں۔“

”کیوں نہیں... کیوں نہیں۔ میراث نے بھی اچھا خاصا ہے۔“

”اچھا تو یہ سمجھا لو۔“ عمران نے تیسے سے اشارہ تین آٹھ کاریوالوں
مکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں جارہا ہوں تم ادھر کا دھیان
رکھنا۔ سارے چیزیں پھرے ہوئے ہیں۔“

”ٹونی نے تھیڑا آذاں میں پکیں جھپکایں اور ریلوالو اس سے لے لیا۔
عمران دیوار کی طرف پڑھ گیا تھا۔

”ہم وقت صنایع کر رہے ہیں۔“ عمران پڑھتا ہے۔

”پھر بتاؤ کیا کریں؟“ ٹونی مفطر باتہ آذاں میں بولا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو
کر چاروں طرف تفریط کرنے لگا۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں آس پاس کہیں ایک کلڑی کا مکان ہے۔“ اُس
نے کچھ دیر بعد کہا۔

”وہاں کون رہتا ہے ہے؟“
”کوئی بھی نہیں۔ میں نے اُسے ہمیشہ ویران ہی دیکھا ہے۔ کچھ بھی برف
کے طوفان میں گھر جاتے والے وہاں پناہ لیا کرتے ہیں۔“

”چلو تو وہ مکان ہی طالش کریں۔ ہو سکتا ہے۔ زخمی ہو جاتے کے بعد
وہاں انہوں نے پناہ لی ہو۔“

”چلو!“

انہوں نے پھر ایک جانب دوڑا گئی تھی۔ ٹونی آگے متادور عمران
اس سے چند قدم تھیچے تھوڑی ہی دیر بعد انہیں وہ عمارت دکھاتی ہے
گئی تھی۔

”ٹھہرو۔“ عمران ہمراہ ہوتی آواز میں بولا۔ اُس تو دے کی اوٹ
سے۔

ٹونی رکتے رکتے تو دے کے قریب ہی جا پہنچا تھا عمران نے تیسے
سے دور میں نکالی اور عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔

”دو آدمی یا پھر موجود ہیں۔ راٹھلیں ہیں ان کے باقتوں میں۔ یہ دیکھو۔“
ٹونی نے دور میں اس سے لے کر کلڑی کی عمارت کی طرف دیکھا۔ اُس
کے باقتوں کا پر ہے تھے۔

سخت بہت کے ایک پھر ملے سے ڈھیر پر کھڑا ہو کر وہ روشنداں کے پہنچا تھا۔ پھر دیر درسری طرف جماں تکارا پھر گونی کی طرف پلٹت آیا۔

”اندر میں آدمی ہیں۔ ان میں ایک عورت بھی ہے۔ پوتے کے ہاتھ پر پر بندھے ہوئے ہیں اور وہ فرش پر دوز انہیں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ لوگ اس سے کچھ معلوم کرنے کے سلسلے میں قشید کی دھمکیاں دے رہے ہیں“

”بڑی بڑی سحری بوجھوں والا جو“ گونی نے منظر باز انداز میں پوچھا۔

”ہاں!“

”نم... میرا باپ ہے“

”اُندر والے دو نوں آدمی بھی مسلح معلوم ہوتے ہیں۔ خیل لاؤ۔ بیلدار“

دو۔ میں سانسہ ہی سے اُن پر حملہ کر کے انہیں باہر نکال لوں گا۔ تم ادھر ہی ٹھہر۔ جب وہ باہر آ جائیں تو اپنے باپ کو نکال لانا۔“

”دیکھو دوست! دو چار ہیں اور تمہا۔“

”نکھلت کرو۔ میں نپٹت لوں گا۔“

وہ اس سے رو اوڑے کر تو دوں کی کڑیتیا ہوا درسری طرف چلا گی۔ گونی عجیب دیوار سے تکاکھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک فاتر کی آواز سنی۔ کسی تدر درد کی معلوم ہوئی تھی۔ پھر قریب ہی سے بھی دفافس سوئے عمارت کے اندر سے بھی کھڑا۔ اب تک سننا دینے کی تھی۔ گونی کو ریڑھ کی پڑی میں سنایا۔ دوڑ گئی۔ وہ صرف کھلاڑی تھا۔ اسے لڑائی پڑھڑائی کا تجھر نہیں تھا۔ قریب ہی اس نے ایک کراہ سنی تو اور پھر گوناگونی فاتر کا تجھر نہیں تھا۔ ایک پیچے اور۔ پھر گالیوں کا طوفان۔ دو طرف سے فاتر ہو رہے تھے۔

”آخروہ بہے کہاں۔“ کون ہے پوچھی نے پیچے کو کہا۔

”پتہ نہیں کون ہے؟“ گونی آدمی آئی۔

پھر در کے ایک فاتر کے ساتھ ہی میری پیچے سنائی دی۔

”بجا گو۔!“ یہ کسی عورت کی آواز تھی۔

”ادھر سے بامیں چاہیے۔“ کسی مرد کی آواز تھی۔

اس کے بعد دو فاتر اور ہوتے تھے اور پھر ستائیا چاہیا تھا۔ گونی دیوار سے لگا کھڑا اپنیا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے احمد مسافر کی آواز سنی وہ نام لے کر کوئی بھاگ رہا تھا۔

”نم... میں... یہاں ہوں یا گونی کیکپاتی ہوئی سی آواز میں بولا۔

”تو ادھر آؤنا۔ دیکھو یہ کیا ہوا ہے؟“

گونی عمارت کے سامنے والے حصے کی طرف پہنچا۔ یہاں تین لاٹیں پڑی ہوئی تھیں۔

”یہ دیکھو۔ یہ شواہ مخواہ مر گئے۔“ عران نے احمد عازمیں کہا۔

”نم... مر گئے...“ گونی ہکلایا۔

”نم... یا رہو۔ پتہ نہیں کس طرح...!“

”گونی... اکیا تم ہو?“ اندر سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

”ہاں... پاپا... تم غیرتی سے ہوئا۔...“

”ہاں... اندر آؤ بیٹے...“ دردز دھر پلٹ پڑیں گے۔

گونی بکھلا دیا ہوا اندر داخل ہوا۔ عران اس کے پیچے تھا۔ اس کا باپ

اب بھی ذش پر دوز انہیں ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوتے تھے۔

”کھڑے دیکھتے کیا ہوئے عمران بولا۔“ ان کے ہاتھ کھوں کر رکھا۔ اور پوچھو کر کہاں گولی لگی ہے؟ ”کہیں بھی نہیں۔ میرے گولی نہیں لگی تھی۔ گر پڑا تھا۔ ناک سے خاصا خون بکل گیا۔ لیکن فارمگ کس نے کی تھی ہے؟ ”مم... میرے ساتھی تھے...“ ”تو قبیل عربان کی طرف دیکھ کر ہے کھلایا۔“ ”کیا تو قبیل بھی ہوا ہے۔ میں نے پختیں تھیں تھیں۔“ ”تین ختم ہو گئے ہیں۔“ ”ن... نہیں...!“ اس کا باپ یوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ عمران کو خود سے دیکھ جائے تھا۔ نامکن۔!“ وہ بالآخر بڑا ہوا۔ ”خود جل کر دیکھ لو۔“ ”تو قبیل نے کہا۔“ ”اگر تیس پھر ہے تو قیامت آیلے گی۔“ ”وہ تینوں عمارت سے باہر آئے تھے اور لاشیں دیکھ کر ٹوپی کے باپ کی حالت غیر ہو گئی۔“

”مم... میں تو نہوں تھا۔“ عمران نے مسٹر ہمورت بنکر کہا۔ ”یہ پتہ نہیں کیلے مر گئے۔“ ”اب انہیں بتی جلد مکن، ہر کسے دن کر دو، ورنہ پولیس بھی انہی کا ساتھ دے گی۔ چہاری بات پر کوئی لیقیں نہیں کرے گا۔“ ”مطہر وہ“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”بڑی اپنی تیسری سمجھیں آئی ہے۔ وہ لاشیں برآمد نہ رکسیں گے۔“ ”تو کچھ کر دیجالی ہے؟“ ”تم دو نہیں مطہر وہ“ کہ کر عمران نے بڑی اختیاط سے ایک

لاش اپنے ہاتھوں پر اٹھائی اور سامنے والے تو دے کے مجھے فاتح بول گیا۔ ”یہ کون ہے ٹوپی ہے؟“ اس کے باپ نے مصطفیٰ بانہ اداز میں کہا۔ ”جسھے کوئی ایشیاں لگاتا ہے؟“ ”ہمارا نیا گاہک پاپا۔“ سو نیا تمارے نے بہت پریشان تھی۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ شمال مشرق کی طرف فائرول کی آذاریں سن گئیں۔ وہ بے پیش ہو گئی۔ لیکن مجھے تھا ادھر تھیں اُنے دے رہی تھی اور کوئی ساخت آئے پر تیار نہیں تھا۔ دفتار اس ساخت نے کہا میں ساخت پولوں گا۔“ ”صورت سے تو بالکل بے دوقت معلوم ہوتا ہے؟“ ”ہاں یہ بات تو ہے؟“ اس مدرسہ میں عمران دوسری لاش بھی اٹھا لے گیا تھا۔ یہ دو نہیں ٹھنڈگوں کوہتے ہوئے تھے۔ اس وقت چونکے جب وہ تیسرا لاش اٹھا رہا تھا۔ ”آختم کر کیا رہے ہو۔“ ٹوپی کا باپ اس کی طرف بڑھتا ہو مصطفیٰ بانہ اداز میں بولا۔

”اؤ میرے ساتھ اہم تھیں دکھاؤں۔ ان کے ذریعے بھی نہ معلوم کر سکیں گے کہ لاشیں کہاں تھیں۔“ عمران نے کہا۔ اس بارہ و دلوں بھی اس کے مجھے تھے پلے پلے رہے تھے۔ عمران ایک بگر رک گیا اور انہوں نے دیکھا کہ وہ لاش کو ایک بڑے سوراٹ میں ٹھوٹن رہا ہے۔ وہ دلوں اس کے قریب جا پہنچا۔ ”اوہ۔!“ ٹوپی کے باپ نے طبلیں سالنی لی۔ عمران نے تیسرا لاش کو بھی ٹھکانے لگادیا تھا اس کے بعد اُس نے ادھر ادھر سے برف بیٹھ

کہ اس سوراخ میں بھرنی شروع کر دی جتی۔
”صورت سے تو بالکل اعمق معلوم ہوتا ہے“ ٹوپنی کے باپ نے آہستہ
سے کہا۔
”اعمق نہ کہو پیاپا۔ دیکھو تنا معلوم لگ رہا ہے مجھے تو اس پر پیارا
رہا ہے“
سوراخ بند کرنے کے بعد عران انہ کھڑا ہوا۔
”اب وہاں سے بھی کمکش کے آثار مٹا دو“ اس نے ان دونوں
کی طرف دیکھ کر کہا۔
”او... مل...“ ٹوپنی کا باپ چونکہ کر بولایا ہے یہ یہت ضروری ہے“
پندرہ میں منٹ اس کام میں صرف ہوتے تھے اس کے بعد ان کی
روانگی ہوتی ہتی۔ ٹوپنی کا یاپ ”اس کی انگلی“ کر سکتا تھا۔ اس کی ناک میں
اندر وہی چڑھتی رہتی۔ دیے یہ بالکل ٹھیک تھا۔

امروں فرہت گلزاری میں در ڈل گانج تھی۔ تینوں آدمی گلزاری ہی میں
محبوب تھے۔ ٹوپنی کے باپ نے انہیں بتایا کہ فاس طور پر اُسے نشانہ نہیں
بنایا گیا تھا۔ وہ نوادرست ہے گلزاری میں گر کیا تھا اور فائز کاریوں
نے کئے تھے۔ ان اطراف میں بیٹھی ہوں کاشکار ہوتا ہی رہتا تھا۔ یہ اور بات
ہے کہ اس دن سرے سے شکار کا موسم ہی نہ رہا ہو۔ یہ حال و تجھی طور پر
وہ تینوں اس کے بیان سے مطلع ہو گئے تھے اور گلزاری بستی کی طرف
روانہ ہو گئی تھی۔ گران کی آنکھیں بستے تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے
بیٹھے بیٹھے ہی کھری نینہ سو گیا ہو۔

”مجھے تو یقین نہیں آتا۔“ سونیا آہستہ سے بولی۔
”یقین کرو۔“
”ہو سکتا ہے اُن کے ساتھیوں ہی نے انہیں مارڈالا ہو۔ کرانے کے
آدمی رہے ہوں۔ پاپا کا یہی خیال ہے۔“
”آخر بیان کے بارے میں، ہمیں کچھ کیوں نہیں بتاتے۔“
”پرانی خاندانی دشمنی ہے۔“
”تو ہمیں کیوں انہیں سے میں رکھا جائز ہے۔ ہمیں یہ تو معلوم ہوتا
چاہیے کہ وہ کون ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کبھی ہم بھی اُن کا نشانہ بن جائیں۔
”وہ کتنے ہیں کہ دشمنی انہی کی ذات تک محدود ہے۔ انہیں سے اس کا
کوئی تعلق نہیں۔“
”تو پھر وہ خاندانی دشمنی ہرگز نہیں ہو سکتی۔“
”یہی تو میں بھی سوچتی ہوں۔“
”سنوا میری یادداشت میں اُن پر حمل اس وقت ہوتا تھا جب وہ
اعتنی آرٹسٹ ہیاں آیا تھا۔ پاپا بیمار تھے اور وہ سات بھر تھا ان کے
کمرے میں رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ان کی دیکھ بھال کرے گا ملاں
پاپا بیمار کی شدت کی وجہ سے بالکل غافل تھے۔“
”سب سے بڑی عاقبت تو ہم سے ہی ہوتی ہتی کہ وہ نے اس پر اعتماد
کر لیا تھا۔“ سونیا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ لیکن اس نے تو پاپا کو کوئی احتساب

نہیں سچا یا تھا۔

"پھر ہم سے ملے میرا پاپا کیوں گیا تھا۔ مجھ اٹھ کر ہم نے اسے پاپا کے کمرے میں نہیں دیکھا تھا۔"

"اور پاپا پر تین دن بعد محلہ ہوا تھا۔"

"اور کیا تمہیں وہ تصویر یاد نہیں ہو یا کہ سفیرت کے بعد اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ لاش کی تصویر۔ حالانکہ چروخ سخ ہو چکا تھا لیکن پھر بھی مجھے تو وہی آرٹسٹ لگتا تھا۔"

"ہاں... کیا تم نے جووس نہیں کیا تھا کہ پاپا اس لاش کی تصویر دیکھ کر سزا سے ہو گئے تھے۔"

"جسے تو یاد نہیں۔"

"جسے اپنی طرح یاد ہے۔ کیتے دن تک خوفزدہ سے نظر آتے رہے تھے۔"

"تو دلش جو برف میں دبی ہوتی مل تھی..."

"اس کے سر میں دل سوراخ تھے۔ سرا غرساں کا خیال تھا کہ بہت قریب سے اسے کوئی باری کیتی تھی یا۔"

"ند اجانے کیا چکر ہے۔ آج میں اسی لاش کے حوالے سے ان سے گفتگو کروں گا۔"

"ابھی نہیں۔ آج کے صدمے سے تو چکارا پایا یعنے دو۔"

"تم صحی کیوں نہیں۔ بتتی جلد معامل صفات ہو جائے اتنا ہم اچھا ہے۔"

"اوہ۔ دوہر کا کھانا۔ میں اس مہربان سماں کا کھانا خود پہنچاؤں گی اس کے کمرے میں۔"

"لیکن اس معاملے سے متعلق کوئی گھستگرد کرنا ہے؟
کیوں ہے؟"

"وہ چہار مگز ہے۔ اور ہم سے تو قرکھتا ہے کہ ہم اس واقع کا نذر کر ٹھم سے بھی نہیں کریں گے۔ اپنے اسی بیان پر قائم رہیں گے کہ پاپا اتفاقاً گزر چکے ہو گئے تھے اور اسی وقت بعض شکاریوں نے فائر بھی کرتے تھے۔
اگر پوپیس بیان لینے کے آئے تو یہی دلنشت میں بیان میں کسی تدریف اضافہ نہیں کرے گا۔" سونیا نے کہا۔
کیسا اضافہ۔ ہے؟"

"بھی کہ پاپا کو دو بھڑکیوں نے دوڑایا تھا اور بیان پہنچانے کے لئے بھاگے تھے اور گڑھے میں جاگرے تھے۔ اس طرح شکاریوں والی بات بھی تکی ہو جاتے گی۔ درست ایسے موسم میں کون نکلتا ہے؟
مژشوڑہ تو معقول ہے۔ لیکن وہ سماں ہو جا پا کے ساتھ تھا۔"
ہاں... یہ بات تو ہے؟"

"چھوڑو بھی اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ البتہ اگر لاشیں ملکانے نہ لگا دی گئی تو ہمیں تو تھی پیشانی کی بات ہم دشواریوں میں ڈچاتے ہیں۔ سو نیا خاموش ہو گئی۔ پھر وہ کچن کی طرف چل آئی تھی اور تو فی ان سماں فروں کے پاس جا بیٹھا تھا۔ یہ جو دنیاگاہ مال میں برج کیلیں رہے تھے۔ فراینگ میں میں اندھے توڑتے وقت سونیا اسی اعیان ساز کے بارے میں سوچے جا رہی تھی۔ ہر سکتا ہے وہ بہت نزیادہ خلاف ہو اسی لئے کہہ پندرہ کے پڑھا ہو۔ اس کے باقیوں تین آدمی مارے گئے تھے اور اسی نے لاشیں اٹھا کر بھی گڑھے میں چینی قیس۔ کام کرتے

دلت تو کچھ بھی نہیں محسوس ہوتا۔ اس کام نتھر کو جیسے کو دھن ہوتی ہے لیکن
میدیں جب اطمینان سے اس پر خود کرنے کا موقع ملتا ہے۔ تب ہوتا
ہے۔ رد عمل۔ اور وہ تو بجا را ایک مخصوص سادھی ہے۔ وہ دون طرف سے
گویاں چل رہی ہوں تو نہ زپیسے کا موقع کب طبقے۔ ایسے میں تابس بدستقی
بھی بھی چاٹ جائے بیچارہ۔ کیا نام پڑایا تھا تو فتنے۔ ہاں۔ ہاں۔
غم ان بیچارہ غم ان۔ میں اُسے تینیاں دوں گی۔ یہ خاہر کئے بغیر
کہ بخچے اس کے کارنا نہیں کا عمل ہے۔

درسرے گاہکوں کو ڈائیٹنگ ہاں میں کھانا بخجود اینے کے میداں نے
ہم ان کے لئے طرف سے سچائی تھی اور اس کے کمرے کی طرف پل پڑی تھی۔
شکوکر سے دروازہ بجا کر اُسے آدمیں دینی پڑی تھیں۔ تب کہیں وہ بیدار
ہوا تھا۔ دروازہ کھوکھ کر سامنے ہی کھڑا آنکھیں مکارا۔
ایک طرف مہتو۔ میں تمدارے لئے کھانا لاقی ہوں۔ سو نیا نئے ترم بچے
میں کھلا۔

وہ اس طرح چونکہ پڑا۔ جیسے ابھی تک خواب دیکھتا رہا ہو۔

”اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔“ وہ ایک طرف ہٹتہ ہرا ہوا۔
”یہ بچوٹی میز یہاں رکھو۔ دیکھتے نہیں میرے دنوں ماتحت پھنسنے ہوئے
ہیں۔۔۔“

”اوہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔“ اس نے بول کھلاتے ہوئے اندازیں تعیل کی تھی۔
سو نیا نئے طرف سے میز پر رکھ دی اور خود بھی ایک کرسی کیچھ کریز کے
قریب بیٹھتی ہوئی بولی۔ شراب کون سی پیٹھے ہو۔۔۔ بھی بتا دو۔۔۔ موجودہ ہو
گی تو کہیں سے فراہم کریں گے۔۔۔“

”میں خراب نہیں پیتا۔“

”یہاں اس سردی میں بھی نہیں ہے۔“ سو نیا نئے حیرت سے پوچھا۔
”کافی سے زیادہ گرم مژدوب مجھے نزلے میں مبتلا کر دیتا ہے۔۔۔“

”تم بہت اچھے کامی ہو۔۔۔“

”اچھا۔۔۔!“ غم ان کے بچے میں احتمال تحریر تھا۔

”بھروسہ اور بھروسہ بھی۔۔۔“

”پ۔۔۔ پ۔۔۔ خراب ہو جائے گا میرا۔ ایسی باتیں نہ کرو۔“
وہ ہنس پڑی تھی اور غم ان کھانا لکھتا رہا تھا۔

”تمی نے ہمہت کی تھی اور تو کوئی بھی تیار نہیں ہوا تھا۔۔۔“ وہ تھوڑی
دیکھ پھر لوئی۔۔۔ تو فی کہہ رہا تھا تم ”اسکی آنکھ“ کے بھی باہر معلوم ہوتے ہو۔
”باکل خراب ہو جائے گا پیٹ۔۔۔“ غم ان کراہا۔

”تم اپنی بیوی کو بھی کیوں نہیں لائے تھے۔۔۔“

”کہاں ہے؟“ غم ان نے حیرت سے پوچھا۔

”تمی جانتے ہو گے۔۔۔ میں کیا بتاؤں۔۔۔“

”میں تو نہیں جانتا۔۔۔“

”اپنی بیوی کو نہیں جانتے۔۔۔“

”اے۔۔۔“ غم ان احتمال اندازیں بہس کر بولا۔۔۔ وہ تو ابھی پیدا ہی
نہیں ہوتی۔۔۔“

”اوہ ہو۔۔۔ تو غیر شادی شدہ ہو۔۔۔“

”باکل۔۔۔ باکل۔۔۔“

”ابھیں ٹوپی بھی آگیا۔۔۔ وہ کچھ پریشان ساگ کرتا تھا۔

”وہ آگئے میں ہے۔“ اُس نے بھڑاکنے سے آواز میں کہا۔
”کون آگئے ہیں؟“

”پچ پولیس۔ ریکارڈ کرواؤں نے اُبھیں الملاع دی ہو گی۔“
”اوہ۔ تو ہم کیا ڈرہے؟“

”کچھ بھی نہیں۔“

لیکن عمران کے ہمراہ پرخود وہی کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ سو نیانے
اس کی طرف دیکھا اور متذکر نظر آنے لگی۔

”اُب بس کھا چکا۔“ عمران نے کھانے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔ لونی نے
سو نیانہ کوہاں سے چلے جائے کہ اشادہ کیا تھا۔ وہ برلن اٹھ کر علی گی اور لونی

عمران کا شانہ تھک کر بولا۔ ”ڈر وہیں کسی کو کیا مصلحت کرہاں کیا ہو چکا ہے۔“
”لیکن بہت ٹھاٹھی میں میٹے ہوتے لوگوں نے بعد کے فائزہ درست
ہوں گے۔“ عمران نے بھڑاکنے سے آواز میں کہا۔

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ٹھاٹھی اسکے لیے اور ساٹھ پر دفت ہے
کسی نے بھی نہیں تیا کہ اس نے فائزہ کی آواز میں سُنی ہیں۔“
”تب تو ٹھیک ہے۔“ عمران ٹھنڈی سانس لئے کر بولا۔

”اور میں پایا نہ اپنے بیان میں تھوڑی سی تبیدیلی ہے۔ دو یقینیوں
نے اُن کا تھاٹپ کیا تھا اور وہ ایک گڑھے میں جاگرے تھے اور انہوں
نے فائزہ کی آوازیں بھی سُنی ہیں۔“

”ٹھیک ہے۔“ عمران سر ٹھاکر بولا۔ ”لیکن وہ امریکی۔“

”اُسے بھتی میں بھجو گوئی۔“

”سوال تو یہ ہے کہ وہ بھی تو ساتھ تھا تھا مبارے پاپا کے اُس نے بھیر طیوں

”والی بات کی تردید کر دی تو۔“

”نہیں۔ نرودہ تائید کر سے گما در نہ تردید۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی اڑکھا اکر گرا

تھا اور بے موش ہو گیا تھا۔“

”پولیس یہیں آتے گی یا مجھے ڈائینگ مان تک چلا پڑے گا۔“

”تم اُبھی چل۔ لیکن پیٹھ ان ہونے کی بات نہیں۔ وہ کچھ زیادہ پہچھ کچھ نہیں

کریں گے۔ بس منا پہلے کی کارروائی ہے۔“

”تو کافی خالی درست نکلا۔ عمران کا بیان کسی جرح کے بغیر لکھا گیا تھا۔“

اور اس کے کافیات دیکھ گئے تھے اور پولیس کے رخت ہو جانے کے

بعد سو نیا اُسے کھن میں لاتی تھی۔

”اُدراپ تیبیں گرا تکم کافی کا ایک کپ پلاوں گی۔ سیاہ پسند کرو گے

یا کرم کے ساتھ۔“

”شکری۔ سیاہ۔!“

”ہماری پولیس بہت شااستہ ہے۔“ سو نیا بولی اور کافی کے لئے پانی کھنے

لگی۔

عمران خاموشی سے ایک کرسی پہنچلدا تھوڑی تھوڑی دیر بعد سو نیا

اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

”تم کیا کام کرتے ہو؟“ یہ دفعاً اس نے عمران سے سوال کیا۔

”کچھ بھی نہیں۔ شہزادے کام نہیں کیا کرتے۔“

”شہزادے!“ اُس نے یہ سوچتے سے سوال کیا۔

”ہاں میں ایک آوارہ شہزادہ ہوں۔ میرا پاپ جو ایک بلا ولائی ریاست

ہے، مجھے پسند نہیں کرتا۔ اس نے مجھے بھانی کو دلی عمدہ بنایا ہے۔“

”اور تم تہارے گئے ہوئے“

”بجھوڑی... میں بادشاہوں کی طرح نہیں رہنا چاہتا۔ ایک عام آدمی کی طرح زندگی کا لطف اٹھانا چاہتا ہوں“

”تم بجھب ہو۔“

”پاپا پر پلا جملہ کب ہوا تھا؟“

”کوئی ایک سال پہلے کی بات ہے“ سُونیا نے جواب دیا اور اسے خور سے دیکھنے لگی۔

”یہ دوسرا تھا ہے“

”اہ... لیکن میں نے انہیں بھی پریشان نہیں دیکھا۔“

”کیا خیال ہے تمہارا... ہے پاپا کچھ بولتے ہیں؟“

”میں نہیں بھی تم کیا کہتا جانتے ہو۔“

”مجھے یہ کوئی خاندانی رنجش نہیں معلوم ہوتی۔“

”پھر کیا خیال ہے تمہارا؟“

”وہ تمہارے پاپا سے کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ پاپا تو اُس سے لائلہ ہیں یا کسی دیر سے انہیں باخبر نہیں کرنا چاہتے۔“

”بڑی بجھب بات ہے۔“

”کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ پسلے ملے کی نوعیت کیا تھی؟“

”کسی نے ان پر چھرا چھکا تھا۔“

”آج تم نے اتنی پریشان تیکوں قیل۔ کیا تمہیں علم تھا کہ آج انہیں کوئی مادشیش آئتا ہے؟“

”میں نہیں جانتی وہ کون تھا جس نے کچھی رات یہ بات کی تھی۔“

”کوئی نے کچھی رات کما تھا کہ میرے باپ کے کچھ دشمن وہی ایمپریز دیں ٹھہرے ہوتے ہیں۔“ کچھی رات ڈائینگ مال میں خاصی بھیڑ تھی میں اس کا چھرہ نہیں دیکھ سکی تھی تھا۔

”تم نے یہ بات اپنے باپ کو فرید تباہی ہو گئی۔“

”بناتی تھی۔ لیکن وہ منہں کڑاں گئے۔“

”کیا ٹوپی سے بھی اس سلسلے میں کوئی بات ہوتی تھی؟“

”نہیں! وہ میرا مخفکہ اڑا دیتا۔“

”اس کا خیال ہے کہ اس سلسلے میں تماری معلومات دیسخ ہوں گی۔“

”وہ درست نہیں کہتا۔ میں اتنا ہی جانتی ہوں بتتا۔ بھی تمہیں بتا بھکی ہوں۔“

”وہ کل پانچ عدد تھے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی۔“

”عورت ہے“ سو نیا چوبک پڑی۔

”ہاں... عورت... وہی تمہارے پاپا سے کچھ معلوم کرنے کی

کوشش کر رہی تھی۔“

”سکھاں ہے... نڈوپنی نے بتایا اور نہ پاپا نے۔“

”ٹھہر وہ مجھے سوچنے دو۔“

سو نیا غاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”وہ آدمی اس سلسلے میں بہت اہم ہے جس نے کچھی رات تمہارے

پاپا کے دشمنوں کا ذکر کیا تھا۔“

”لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ کون تھا۔“

”اگر وہ سیا ڈی ایمپریز دی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ تو ان میں سے

تین آدمیوں کی کمی سے بھی واقف ہو جائے گا۔

”میں نہیں بھی تم کیا کہنا چاہئے ہو۔“

”تمارے باپ کے دشمنوں میں سے تین کا صفائیا ہو گیا تھا۔ کیا تو فی نے

تمیں تین پیلے ہے؟“

”تن۔ نہیں۔ اے۔“

”فائزگ ب ہوئی تھی اور تین مر گئے تھے۔“

”ال۔۔۔ لیکن تو فی کسی بار نہیں سکتا۔“

”اور میں کب مار سکتا ہوں۔ قبروں میں تمیں دکھاتا ہوں۔“ اس نے اٹھ

کرائے قیطے سے ایک ریواں نکالا اور سو نیا کی طرف پڑھاتا ہوا بولا۔ ”یہ

دیکھو۔“

سو نیانے اُسے دیکھا تھا اور نہیں پڑی تھی۔

”یہ تو کھلانا ہے۔ پچھوں کا۔“

”بس انہیں دھکانے کے لئے اسی سے فائزگ کرتا رہتا تھا۔ پتہ

نہیں کیسے مر گئے۔“

”تب تو۔۔۔ وہ اپنے ہی ساتھیوں کی گولیوں سے ہلاک ہوتے ہوں

گے۔“

”لیکن ان نیزوں کی کمی۔ اس آدمی کو مزدود چونکا دے گی جس نے چھپلی

رات تین اطلاع دی تھی۔“

”ہاں میرا خیال ہے کہ وہ لفاظ مجھے ہی ننانے کے لئے کہے گئے تھے۔“

”کیا وہ آواز تمہارے لئے کسی تدریجی پہچانی ہو گئی ہوئی تھی۔ میں بھی تیار داشت

پر زور دینے کی کوشش کرو۔“

سو نیا قتوڑی دیر بجد بولی۔ ”شناختی کا شاید تو تھا۔ ہو سکتا ہے کسی نے آواز پہل کر بولنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن پوری طرح کامیاب نہ ہوا ہو۔“ ”یہ تو مورا کوون ہے جس نے مجھ کو گلیاں چلنے کی اطلاع دی تھی ہے۔“ ”وہ۔۔۔ وہ ریکو اسکواڈ کا سار جنٹ ہے۔“

”کیا آدمی ہے؟“

”اچھا آدمی ہے!“

”تمارے پاپا سے کیسے تعلقات ہیں جو؟“

”دوستنا شیخ گلوب۔“

”اپ رہ جاتا ہے اور میکن جو تمara سے پاپا کو ساتھ لے گیا تھا۔“

”ایک ہفتے سے یہاں مقیم ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔“ سو نیا لے کہا اور اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی تھم نے ایک اپرسر افریسان کے سے انداز میں مجھ سے پوچھ چکر کی ہے۔“

”اپ سے وہ ہے۔“ عمران نہیں کر بولتا۔ ”بہت کثرت سے پڑھے میں نے جا سوئی تاہلی ابھی تک کئی مرغی چوروں کو پکڑا چکا ہوں۔ یہاں خیال ہے تمہارے پاپا کے تھے میں نئی خزانے کا فرشتہ ہو۔“

”ہو سکتا ہے۔ ہم اُلی کے ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔“

”اخاہ۔ قوم بھی شہزادی ہو۔“

”شاد۔۔۔“ وہ خندی سالن لے کر بولی۔ ”لیکن اپ تو ہمیں دوسروں کی خدمت کرن پڑتی ہے۔“

”کوئی بات نہیں تمہارا شہزادی ہونا ہی کافی ہے۔ میلے کیا میں تمہارے پاپا سے اس سلسلے میں کوئی بات کر سکتا ہوں۔“

"کیوں نہیں۔ شامد وہ تمیں بھی پکھتا دیں"

"ٹونی کہاں ہے؟"

"ڈینگک مال میں"

کافی پی کر عران پھر ڈینگک مال میں چلا گیا تھا اور سوتیا اسی کے متعلق سوچتی رہ گئی تھی۔ صورت سے بیوقوف لگتا تھا لیکن کوئی بات بیوقوف کی نہیں کی جسی اس کے سارے سوالات اُس نے ایک بار پھر اپنے ذہن میں دھرستے تھے اور ان کا تجربہ کرنے کی تھی اور اب وہ اس امریکن کے بارے میں سوچ بھی تھی جو دوسروں کے منع کرنے کے باوجود بھی ایسے موسم میں اسکی اگلے ہمارے اور پاپا معلوم ہونے کے باوجود بھی اس کے ساتھ چلے گئے تھے کہ دویں لیپڑی میں ان کے کچھ دشمن بھی قائم ہیں۔ تو پھر اس امریکن کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اُن کے دشمن ہی کا کوئی کارندہ ہو۔ تجھی تو انہیں اس طرف سے گیا تھا۔ اور پھر وہ آدمی جس نے پھلی رات کو ڈی لپڑیز میں ان کے قیام کی اطلاع دی تھی۔ آخر وہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ سوچتی رہی اور جیتنا میں پانی ابtarar یہ بھی سوال لگی تھی کہ ڈینگک مال میں بھی کچھ لاگوں کے لئے کافی بیچانہ ہے۔۔۔

خیالات کا سلسلہ ٹونی کی آمد پر لوٹا تھا۔ اس کے پیچے ایک دیڑپھی تھا۔
۱۔ "تم کیا کر رہے گیں۔۔۔ وہاں کافی بھجواؤ۔۔۔" اس نے کہا۔
"ہاں! میں ذرا ایک بھجن میں پڑ گئی ہوں۔۔۔ تم ہمیں مددو۔۔۔ کافی بھجو اکثر تم سے بات کر دیں گی۔۔۔"
وڑپڑالی پر کافی کا سامان لگانے لگا تھا۔ اُس کے پیچے جانے کے بعد سوتیا نے عران کی بات چھیر لی۔ شرمند سے آختہ تک کی گفتگو سے اُسے آگاہ کرتی ہوئی

"بولی یہ مری تو سمجھیں نہیں آتا یہ آدمی۔۔۔"

"تو اس نے تمہیں نقلی سریوالوں کھایا تھا۔۔۔ ٹونی نے پوچھا۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ کھلانا تھا جس کے اندر پٹانے بھروسے ہوتے تھے۔۔۔"

"لیکن اس نے مجھے تو اشاریہ میں آئکاریوالوں دیا تھا جس کے سامنے چمیز لودھ تھے۔۔۔"

"حدائق کی پناہ۔۔۔"

"تم فخر نہ کرو۔۔۔ وہ جگ کوئی بھی ہو ہمارا ہمدرد ہے۔۔۔"

"ویسے اب تم اس امریکی پر نظر کوہ۔۔۔ مجھے تو وہ اتنی دشمنوں کا کوئی کامنہ معلوم ہوتا ہے۔۔۔"

"میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔"

"لیکن اس بات کا خاص خیال رکھنے کا انسان نہ ہونے پائے۔۔۔"
"سوسا! میرا خیال ہے کہ وہ پاپا کے پڑانے شناصاؤں میں سے ہے لیکن پاپا اس سے ابھیوں کی طرح ہے تھے۔۔۔"

"انداز سے مجھے بھی پوچھ لیا ہی گلتا ہے۔۔۔ سو نیا چاروں ہڑت دیکھی ہوئی بولی۔۔۔"
"میں تمیں زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ درد نہ تمیں ایک دلچسپ اور

چیت ایجڑ بات پیانا۔۔۔"

"اچھا تو اب تم مجھ سے بھی باتیں پچانتے گے ہو۔۔۔"

"پھر رات کا ہی واقعہ ہے۔۔۔ اپنا اپنی خوابیاں میں اندھے لیٹے ہوتے تھے اور یہ امریکن اپنے چھوٹے کیمیرے سے ان کی پشت پر مختلف جگلوں کی تصویریں تماز رہتے تھیں۔۔۔"

"بکھار اس کرتے ہو تم!۔۔۔" سو نیا ہنس پڑی۔۔۔

”میں تم اس بیوقوف سے ابھی کچھ نہ کرنا۔“

”جسے تو وہ یہ دوقت نہیں لگتا اور وہ سنو! وہ بھی تماری ہی طرح ایک شہزادہ بھی ہے۔“

”بہت خوب ہے!“ لونی ہنس پڑا۔ مشرق میں تو سب ہی شہزادے ہیں۔“

”پتہ نہیں کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ اسے سب کچھ بتا دوں یہ سوتیا بولی۔“

”یعنی ان بوڑھوں کی اس احتمال تحرکت کا نکارہ ترنا چاہتی ہو۔“

”یہ اس کو اس آرٹسٹ کے بارے میں بھی بتاؤں گی۔“

”تم جانو! مجھ سے زیادہ عالمیت ہو۔ اپنے دعوے کے مطابق۔“

”وہ میری عالمیتی جس نے تم دو فوں کو پاپاکہ پہنچایا تھا۔“

”لئے چلا کیا تھا اور وہ عمران سے دوبارہ علی ہیئت کاموقن تلامش کرنی رہی۔ ادھر وہ ڈائینگ ال بی میں ہم کرہ گیا تھا۔ اس میز پر جہاں امریکن بیٹھا ہوا تھا۔ برق ہو رہا تھا۔ خود امریکن بھی میں میں سبھی رہا تھا۔ عمران کری کھینچ کر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔“

”سوپنا جھنجھلانی رہی۔ سوچ رہی تھی کہ کہیں وہ خود ہی غیر محاط نہ ہو جائے صورت سے بیوقوف لگتا ہے تو کسی قدر بیوقوف ہو بھی سکتا ہے۔ ایک بار دونوں کی نظریں میں تھیں اور سوتیا نے اسے وہاں سے اٹھا آنے کا اشارہ کیا تھا۔“

”اُس نے بڑی معاف نہیں سے تعییل کی تھی۔ وہ اُسے پھر کچن میں لے آئے۔“

”تمہارے پانی میں دکھائی دیتے ہے۔“

”وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہے ہیں۔ انہیں آرام کی ضرورت ہے۔“

”ذہن وہ بھی انہیں آرام کی ضرورت پیدا کرنی پا رہے ہے۔“

”اسی نے نہیں بتائی تھی۔ یہ بات کتم میرا فحکراڑاگی کے لئے بھروسہ نہیں کر بولتا۔“

”اگر یہ تھے تو بڑی عجیب بات ہے۔“

”اب کیا کوئی اس معاملے کو۔“

”اب تو پاپا کو بتائنا ہے، یہی پڑے گا۔“

”تم ان کی زبان نہیں کھدا سکتیں۔ زیادہ بول کر دگی تو کہیں اور پڑے جائیں گے۔“

”لیکن یہ عربان کوئی واقعہ منور بتاؤں گی؟“

”پتہ نہیں کیا پچھا ہے۔“

”بچھ جی ہو۔ میں پاپا سے مزدور بات کر دیں گی۔“

”شو! بچھ جو وہ آرٹسٹ! ادا رہا تھا جس نے ایک رات پاپا کی خوابگاہ میں

گناری تھی اور کسی کو بتاتے بیٹھے جلا بھی گیا تھا اور پھر دو تین دن بعد اس کی لاش

ملتی تھی۔“

”خوب!“ سوتیا مسکا کر بولی۔ ”وہ آرٹسٹ تھا اور یہ فرٹو جا فرہے۔ کیا

پاپا اُس وقت بیوشن تھے جب وہ اُن کی پشت پر قصوریں کھینچ رہا تھا؟“

”نہیں۔ وہ اُس سے لفتگوکر ہے تھے۔“

”تو چکر کیا خیال ہے تمہارا اس مسئلے پر اُن سے گفتگو کی جاتے یا نہیں۔“

”عمران بھی اس مریخ کو قائمی اہمیت دے رہا ہے۔“

”تم باد کر کو وہ کون تھا جس نے پچھلی رات تمہیں اس خطرے سے آگاہ کیا تھا۔“

”بہت زور دے رہی ہوں فہرمن پر لیکن میں شناسائی کی ہلکی سی جھلک۔“

”محسوس ہوتی ہے۔ واضح طور پر شاندار نہیں کر سکتی۔“

"مکون ہے" وہ پچھہ کر سے گھوڑے لے گی۔
 "بس یونہی۔ میرا خیال ہے کہ اب انہیں واقعی آرام کرتا چاہئے۔ در منجع
 بخ ما سے چاہیں گے۔ ان کے تین آدمی مٹاٹھ ہوتے ہیں۔ معمولی بات نہیں ہے"
 "یہ تو تم قلیل کہہ رہے ہو" سویٹا خوفزدہ سے لمحے میں بولی۔
 "آسے کچھ نہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ سب کچھ دیکھ لیا جائے گا۔
 مل قلم بھیجے یہاں پکن کیوں لائی ہو؟" چکھے یہاں پکنے کا سبقتی ہوں۔
 "پکھا ہم باقیں بتانا چاہتی ہوں۔"

"مزدور ہے افسرور۔"

"سب سے پہلے سویٹا نے اسے آرٹٹ والادا قصرتیا۔ پھر ٹوپی والی
 کمانی ہے راتے گی بھی۔ عمران تو ہر ادر پیسی سے سن رہا تھا۔ سویٹا کے خاموش
 ہونے پر بولا۔" مژہ آجائے گا۔ پڑی زور دار جاسوسی ہوگی۔ ٹوپی کمانی
 ہے پلاؤں کے پاس چلیں۔ اس سلسلے میں کچھ اور یعنی پوچھنا ہے۔

"چلو۔ وہ اپنے کمرے میں ہو گا۔"

ٹوپی نے انہیں دیکھ کر بڑا سامنہ بنایا تھا۔ شامہ وہ سوچنا چاہتا تھا۔
 "تم نئے بات کا پتھر لے بنایا سوٹا یا اس نے کہا۔"

"اگر کہ اس کا نہ کہہ سویٹا نے کہتے تو تمہیں پچھنا پڑتا ہے۔"

"یہ شر لاک ہو مز خواہ خواہ سرڑا ہے۔"

"ضفول یا یقین نہ کرو ٹوپی۔ اپنے خون کا منہکار اڑا رہے ہو! سوٹا بولی۔"

"غیر افلاتی حرکت... وہ چراگاہ ہے۔"
 "ضفول یا یقین نہ کرو ٹوپی۔ جو کچھ کہا بارہ ہے کرو۔"

"تم اندر آکر بیٹھ تو جاؤ۔"

"شکریہ۔ شکریہ! عمران کمرے میں داخل ہوتا ہوا بوللا۔" سویٹا
 اس کے پیچے ہتھی۔

"اوہ ہو۔ شایدیہ بتاں تو بھول ہی گی تھا کہ وہ تصویر کس طرح لے رہا تھا۔
 ایک شیشی میں کسی قسم کا سیال تھا۔ جس جگہ تصویر یعنی ہوتی ہتھی۔ اس بیگہ
 تھوڑا تھا یا اس کا کہاں گرا کر ہی سی ماٹش کرتا تھا۔ پھر تصویر یعنی تھا۔"

"اہم تھکتھے" "عمران سویٹا کی طرف دیکھ کر بوللا۔ وہ اگھوں کی طرف
 منہ کھوئے بیٹھی ہتھی۔

"پتھر نہیں کیا چکھ رہے۔ میں تو نہست سے بلوہرما ہوں۔" ٹوپی نے کہا۔

"ہوں۔ اب اس آرٹٹ کی بات کرو یا۔"

"کیا بات کر دیں یہ؟"

"کتنا عرصہ گذرا اُسے؟"

"میرا خیال ہے کہ ایک سال پہلے کی بات ہے۔"

"اچھا باب قم ڈالنگ ڈال میں آجاتا اور ہم جب تک یونچے نہ آ جائیں
 اس امریکن کو دیں اچھا تھے رکھو۔"

"گگ... کیوں ہے؟"

"اس کے سامان کی تلاشی لیتا چاہتا ہوں۔"

"نن... نامکن ہے۔"

"کیوں نامکن کیوں ہے؟ سوٹا بھٹاکر بولی۔"

"غیر افلاتی حرکت... وہ چراگاہ ہے۔"

"ضفول یا یقین نہ کرو ٹوپی۔ جو کچھ کہا بارہ ہے کرو۔"

"آخر کیا تلاش کر دے گے اس کے سامن میں ہے"
لُونی جاؤ۔ بیجٹ تک رو!

اس نے لباس تینڈیل کیا تھا اور بننے چلا گی تھا۔
لیکن تم کمک کھو گئے کیسے۔ کتنی تو اس کے پاس ہو گئی "سو نیا نے کہا۔

"تم اس کی فخر نہ کرو۔" عمران بولا۔
امریکن کے کمرے کے سامنے پہنچ کر اس نے سو نیا سے کہا تھا۔ "تم
راہاری تک سرے پر واپس جاتا۔ اور دیکھتی رہو۔ اوس کتابے لونی اسے
دہن رکے رکھتے پر کامیاب نہ ہو سکے؟"
"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ لیکن اگر وہ ادھر آتا ہوا نظر آتے تو۔۔۔"

"فرش پر دوبار پاؤں مارتا۔ پھر اسے دیں روک کر باقتوں میں لگاتے
ہوتے کسی طرف نکال لے جانا۔ لونی کے مقابلے میں تم زیادہ باصلاحت

معلوم ہو تو میرا۔

"میں بھی جا سوئی ناول کرتت سے پڑھتی ہوں۔"

"پھر تو میک ہے۔ بہت زیادہ ذہین ہو گئی۔"
سو نیا راہاری کے سرے پر آٹھری تھی۔ اس نے مرکز عمران کی طرف
دیکھا تھا۔ وہ دروازے کے ہینڈل پر چکا ہوا پچھر کر رہا تھا۔ پھر دروازے
کھوں کر اندر چلا گیا۔ سو نیا لمبی سی سانس لے کر رہی تھی۔ آخر کس طرح کھوں
اُس نے قفل۔ ان کردوں کے قفل ایسے تھے جن میں دوسری چاپیاں لگ
ہی نہیں سکتی تھیں۔ پھر یہ کہنے کر ممکن ہوا۔

اُن کا دل تینی سے دھڑک رہا تھا۔ کہیں امریکن آہی نہ جاتے۔
تفہم کہانیوں کی اور بات ہے۔ ملائی طور پر کچھ کرتا پڑے تو خواس رخت

ہو جاتے ہیں۔ آخر وہ اُسے کس طرح باقتوں میں لگا کر کسی اور طرف لے جائے گی۔ اس سے وقت پر کچھ نہ سمجھی تو کیا ہو گا۔ پوری کا الزام آتے گا۔

ب۔۔۔
عمران لکھنی خدا عہداتی کے ساتھ یہ حرکت کر بیٹھا تھد تو کیا وہ بھی کوئی
عادی مجرم ہی ہے۔ خدا سمجھے پاپا سے۔ خود کو پُر امر از ظاہر کرنے کے
شوک میں ہمہ شر پریشانیاں مول لیتے رہے ہیں۔
تین منٹ لگ رکھتے۔ لیکن شر تو عمران ہی کمرے سے بآمدہ را اور سو سری
طرف سے کوئی آیا۔ دل کی دھڑکن بتدریج تیز تر ہوتی بارہ بھی تھی۔ ٹھیک
چوتھے منٹ پر عمران دروازہ کھوں کر باہر آیا تھا اور پھر دروازے کے ہینڈل
کے ساتھ کوئی کارروائی کرنے لگا تھا۔
سو نیا نے الہیں کا سانس لیا۔ عمران اس کے تریب پہنچ کر بولا تھا۔

"اتھی محنت یو ہنسی صدائی ہوئی؟"

"کیوں۔ کیا ہوا۔۔۔؟"

"کوئی خاص بات نہیں معلوم ہو سکی۔"

"غامی بات اُس نے اپنے پاس ہی کھی ہو گئی۔" سو نیا نہیں کر بولی۔
اس قسم کے لوگ لا پرواہ نہیں ہوتے۔"

"چلو کچن کی طرف چلو۔ کچھ نہ کچھ تو ما تھد لگا ہی ہے۔ لیکن ابھی اس
کے بارے میں دو حق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"پھر اکی کہ کافی چاہو۔ تاک عمل ملکانے پر آتے۔"

"کچوں نہیں۔ ضرور پیو۔ پڑھی محنت کر رہے ہو ہمارے لئے۔ کیا میں

ٹوپی نہ کہا۔

"اچھا تم دونوں نکل جاؤ کچھ سے۔"

"ارسے تو ٹوپی نے کیا کیا ہے۔" عران منہ بسور کر بولا تھا۔

"سارے مردگڑھ سے ہوتے ہیں۔"

"اتنی عقلمندی کی باتیں نے پہلے کبھی نہیں سنی۔" عران خوش ہو کر بولا۔

"جاؤ۔ نکلو یہاں سے۔ درت مجھے بھی بتاؤ۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ تمہارے مشوارے کے بغیر کوئی کام نہ ہو گا۔"

"تم نے ایسی کوئی باتیں کیوں کی۔" ٹوپی بول چڑا۔

"لیں اب اس سلے پر زیادہ بیحث نہ کرو۔ درست کافی بھی نہیں ہے۔" ہاں

سو نیسا یا خداوند اسی دعا میں اپس میں بات چیت کرنے کے بعد

تمہارے سامنے پیش کریں گے۔"

وہ کچھ سرلوکی سکانی کا کپ اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ اس کے بعد ٹوپی

کے لئے بھی کافی انطبیتی تھی۔ میکی اسی وقت ٹوپی کا باپ کچھ میں داخل ہوا تھا۔

"اوہ۔ تم لوگ یہاں ہو۔ ٹوپی ذرا تم میرے ساتھ آؤ۔" اس نے ٹوپی

کی طرف دیکھ کر بغیر کہا تھا۔

ٹوپی اس کے پیچے چلا گیا تھا۔ عران آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا۔ "تم تو

خواہ مخواہ ناراض ہو جاتی ہو۔ ہم دونوں سوچ رہے تھے کہ اس نکل کو ٹوپی پ

کر کے پر نہ لکھالیں اور انہاں جبنت کریں۔ ٹوپی نے بتایا کہ اس کے پاس

سادا سامان موجود ہے اور اس نے ایک قارک رومن بھی بتا رکھا ہے۔

"ماں، یہ بات تو ہے۔ وہ اس کام کا ماہر ہے۔ اس شوق پر وقت

بھی ضائع کرتا رہا ہے اور پیشہ بھی۔"

تمہیں بہت اچھی لگی ہوں۔"

"تمہارے پاپا بہت خوبصورت ہیں۔" عران نے شرمیلے لمحے میں کہا۔

"کیا مطلب۔" وہ میلے پلے کر گئی۔

"مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔" بچہ کا شرمیلے پن برقرار رہا۔

وہ بہت اکثر طریقہ تیرنے ملتی ہوئی کچھ میں داخل ہو گئی۔ عران ڈائینگ

ہاں کی طرف چلا گیا تھا۔

ٹوپی میں بعد وہ ٹوپی کے ساتھ واپس آیا۔ ٹوپی اس سے کہہ دے تھا۔

"بالکل نکوکر کر د۔ سارا کام تمہاری نکرانی میں ہو گا اور کسی کو کافی کافی

خبر نہ ہو گی۔"

"کیا بات ہے۔" سو نیسا چونکہ کر انہیں گھوڑے نے لگی۔

"یہ اس کرنے سے ریل نکال لاتے ہیں۔" ٹوپی آہستہ سے بولا۔

"تب تو اسے پہنچ جائے گا۔" سو نیسا پر سامنہ بن کر کہا۔

"اس کی جگہ دوسرا سیل چڑھا آتے ہیں۔" ٹوپی کھنک کرتے رہے تھے۔

سو نیسا کچھ ترولی۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ ٹھنڈکر کرتے رہے تھے۔

سو نیسا اسی طرف کا نگاہتے رہی تھی لیکن کچھ بھی پلے نہ پڑی۔ آخر جنگ جلا کر

بولی۔

"میرے علم میں لاتے بغیر اگر تم نے کوئی تدبیح ماننا تو بچپا اے گے۔"

"ماں۔ ماں۔ تم تو بڑی ٹھنڈہ ہو۔" ٹوپی چڑھاٹے کے سے اندھیں

ہنسا تھا۔

"نہیں وہ میک کہہ رہی ہے۔ بہت سمجھدار رہ کی ہے۔" عران بولا۔

"خواہ مخواہ غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ تم اس کا داماغ اور زیادہ خراب کر دا۔"

خود کی دیر بعد لوٹی واپس آگئی۔ اس کے چہرے پر ایک لامبی کے آثار تھے۔
”تیرتے“ سو نیا اُسے گھوڑتی ہوئی بولی۔
”دشواری۔ پاپا میرے ڈاک روم کی بخشی بناگ رہے ہیں۔ امریکن اپنی
کوئی فلم ڈریپ کرنے چاہتا۔“
”تب تو جری پتھر طالی جائے گی۔“ سو نیا بوكلا کر بولی۔

”بالکل تجھ کر دیں۔ میں نے اسی کا ایک ان ڈل پیشہ روں ایکٹر کے
سینہ سے میں ڈالا ہے۔ اس کے ذائقوں کو بھی پوری کارکل میں بوسکے گا۔ وہ بھی
سبھی گاکے اسی کی سکی فردگانش کی شاپروں تباہ ہو گی۔ سو نیا نے چنانچہ
سے عران کابوس لیا تھا۔ اور بولی تھی یہ کاش تمہاری سکل المحتوں کی سی تہ
ہوتی۔“

لوٹی ہنس چاہتا۔
”اب میں بالکل ملٹیس ہوں۔ کبھی پاپا کو دیتے آتا ہوں۔“ اس نے کہا۔
اس کے چلے جانے کے بعد سو نیا عران کو میٹھی لفڑوں سے دھیتی رہی
تھی اور وہ بغیض جاہنماں ہاتھا۔

”میں وادی اقل درجے کا اہم ہوں۔“ وہ ٹھنڈی ساتھی کے بولی۔
”کیوں؟“
”خواہ منواہ اپنی قفرمیج بر باد کر سیٹھا ہوں۔“
”ار سے تم کیسے جا سوں ہو۔ ایک بڑا ٹک ہو مرغ خاک کر دوزات صبح اٹھ کر
اپنے ٹپسیوں سے پوچھتا پھر تھا جسی کسی کو جا سو سی تو نہیں کر داتی۔“
”احمق تو کسی بھی سے جا سو سی سرزد ہو گئی ہے۔“
”یقیناً ابھی تک تم ایک بھی کامیاب جا سوں ثابت ہوتے ہو۔“

”اگاھا کارستی اور گاڑھر کی ساری لکنیں پڑھوڑا ہیں میں نے۔“
”تمہارا فتنی پھر تیلیں تو یہی بتاتا ہے۔“
”لیکن یقین کرو کہ وہ یمنوں میرے باتوں نہیں میرے تھے۔“
”مجھے یقین ہے بوكھا ہٹ میں اپنے ہی آدمیوں کا شانہ بننے ہوں گے۔“
”شکریہ! تم پہت اپھی ہو۔ دیے شو تمہارے پاپا کو میرے بیان پر یقین
اور نہ ٹوٹنے کرے۔“
”اہمیں تہ ہو گا۔ میں تو تمہیں سچا سمجھتی ہوں یہ۔“
”سٹکریہ!“ وہ سمسی صورت پنا کر بولا۔
”خود کی دیر بعد لوٹی داپس آگئی تھا لیکن ملٹیس نہیں معلوم ہوتا تھا۔“
”چوری کیڑا گئی تو کیا ہو گا۔“ کچھ دیر بعد وہ کانپتی ہوئی آوانی میں بولا۔
”تم نے تو نہیں کی پچری۔ تم تو وہاں موڑو دیجی نہیں تھے۔“ سو نیا نے
بھجنگلا کر کہا۔
”پچھے کی کوشش کرو۔ پاپا اس اہر یعنی سے بھی خالق معلوم ہوتے ہیں۔“
”دکھانش میں ہوتا تمہارا پاپا۔“ عران ٹھنڈی ساتھی کے بول۔
”یہ کیا بچارا ہے۔“
”ہاں پاپا بچوں اس ہی ہوتا ہے۔ میرا ہو یا تمہارا۔ ہمیشہ ماں میں زندہ
رہتا چاہتا ہے۔“
”اچھا اپنی ختم کر دیے گئند۔“ سو نیا بول ٹپتی۔ ”بچھو گا کاریخا میلے
کا۔ قبل از مرگ واڈا لایکیوں۔“
”میں تو یہ مرگ واڈا کامیابی قابل نہیں ہوں۔ بھتی پیدا ہوتے ہیں
تو میری گے ضرور۔“ عران نے کہا۔ بات تو تب پے کے پیپا ہونے ہی

سے آنکار کردیا جاتے ہیں۔

”یہ کس قسم کی بحکام شروع کر دی ہے تم نے“ سوئیا عربان کو گھورتی ہوئی بولی۔

”لُونی سے کو کہا ب جا کر سوچا جاتے ہیں“ عمران نے اس کے سوال کو لطفانہ کر کے کہا۔

”ہاں میں کبی کروں گا کبی تمہ کی بھی الجھن میں پڑنا نہیں چاہتا“
وہ چلا گیا تھا اور سوئیا ہنسنے لگی ہنسنے۔

”اب ایا زادت د تو میں بھی تھوڑی دیر آرام کروں“ عمران بولا۔
”اجازت ہے۔“ اس نے شاہد اندازیں کما تھا۔

”ڈاینگ ہال میں۔“

”تم کون ہو؟“

”وہیں معلوم ہو جاتے گا۔ جلد کرو۔ درتے مجھے ساختی کرنی پڑے گی۔“
سوئیا نے چپ چاپ لایا وہ پہنا تھا اور اس کے ساتھ چل پڑی تھی
اور پھر ڈائینگ ہال میں پیش کر اسے معلوم ہوا تھا کہ ان کا امریکی گاہک بھی
دوست نہیں تھا۔ اس کے ساتھ تین اور بھی دکھانی دیتے تھے اور پھر تھا اسے
ڈاینگ ہال میں لایا تھا۔ عمران ٹوٹی اور اس کا باپ بھی موجود تھے۔
اس کا باپ امریکی سے کہہ رہا تھا۔ دیکھو یہ زیادتی ہے مٹر گی سرسر
زیادتی ہے۔“

”تم لوگوں نے خود ہی ایسے حالات پیدا کئے ہیں۔ لڑکی! تم بتاؤ کہ
میرے کیسے سے کس نے ریل نکالی؟“
”کیا کیمہ۔۔۔ اور کیسی ریل۔۔۔ یہ میں نہیں جانتی“ سوئیا نے غصے
لچھ میں کہا۔

”ریل اسی وقت نکالی گئی تھی۔ جب تم مجھے ڈاینگ ہال میں لطفے سنا
رہے تھے؟“ اس نے ٹوٹی سے کہا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوتی ہے مٹر گی۔“

”یہ صورت ہی سے چور معلوم ہوتا ہے۔“ رگی نے عمران کی طرف اٹھ
اٹھا کر کہا۔

”صرف لوکیوں کے دل چھاتا ہوں مٹر گی۔“

”بکو اس ینکرو۔۔۔ ریل میرے ہوالے کرو۔ درتے یہاں تم سمجھوں
کی لاشیں پڑی ہوں گی۔“

اسی رات کو سوئیا نے خرسو بھی تھی۔ لیکن کسی نے اتنے زور سے دروازہ
کھٹکھٹایا تھا کہ اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ آنکھیں ملتی ہوئی امتحانہ
کھول دیا۔ لیکن پھر اسے پوری طرح بیمار ہو جانا پڑا تھا۔ نہ وہ ٹوٹی تھا
اور اس کا باپ پھر مول سے شعلت رکھنے والابھی کوئی فرد نہیں تھا۔
”چلو۔۔۔“ اجنبی نے یہاں لور کو چینش دے کر کہا۔

”تت۔۔۔ تم۔۔۔ کون ہو؟“

”شب خوابی کا لایا وہ پہنرا اور چلو میرے ساتھ۔“ اجنبی نے سخت لمحے
بیٹ کہا۔

”گگ۔۔۔ بکھاں چلنا ہے۔“

لیکن خود اچھل کر اپنے ایک ساتھی پر جا پڑا۔
”بخارا“ ریوا لور والے نے دمکی دی۔

”اب رکھ لو اسے جیب میں ورنہ تمہیں بھی پچھتا ناپڑے گا“
بریگی دوبارہ عمران پر جھپٹتے ہیں والا تھا کہ اس کا ایک ساتھی بولا۔
”اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا میں پر شہید ہو اسے یہاں سے لے جاؤ۔“
”مجھے تو اُسی پر شہید ہے“ ریگی عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر دیڑا۔
”چلو!“ ریوا لور والے نے دروازے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
”تم خود اکر لے جلو یعنی عمران بولا۔“

”سچ گولی مار دوں گا“ وہ غرماً ہوا آگے بڑھا۔

”هزور۔ ضور۔ میں بھی اب زندہ رہنے کے موڈ میں نہیں ہوں یہ مری
بکری پہنچے ہی مر جکی ہے۔ اسی کا سوگ منانے کے لئے تو یہاں آیا تھا۔“
”بھیسے ہی ریوا لور والا قبیل پہنچا۔ عمران نے اس کے بیلو اور والے ہاتھ
پر لٹکھ دال دیا۔ یہ آواز فائر ہوا اور ایک تصوری فیوم کا شیشہ چور پور
ہو کر خوش پر اترا۔ پھر ریوا لور اس کے ہاتھ سے نکل کر تو فیکے تریب یا
گرا تھا سے سوتیا نے بھیٹ کر اٹھا لیا۔ تو فیکے باپ تو سکتے کی سی
حالت میں کھڑے ہوئے تھے۔

ریگی سوتیا کی طرف جھپٹا۔ لیکن تو فیکے ان کا راستہ روک لیا۔ پھر اچھی
خاسی پیچاگ شروع ہو گئی تھی۔ بریگی کے چاروں ساتھی عمران پر گلوٹ پڑتے
تھے اور تو فیکے سے بریگی الجھپٹا تھا۔ البتہ اس کا باپ دیوار سے جا گا تھا۔
سوتیا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ ایسے حالات میں
فائدہ کرنا انتہائی خطرناک ثابت ہوتا۔ دقتہ کی نے اس کے ریوا لور والے

”دیکھو سڑک کی۔ تم دوبارہ تصویریں لے سکتے ہو۔“ تو فیکے باپ بولا
”جسکے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔“ سگی غریباً۔ ایک بار لوسن گلن کے بعد رب
کچھ صنائع ہو جاتا ہے۔“
”تمہیں نلم ٹوپ کرنے کا سیلچہ نہیں ہے۔“ تو فیکے باپ نہے کہا۔
اور ازادِ امام نہیں دے رہے ہو۔ تمہارے پاس کیا بثوت ہے۔ یہ وہی ریل
نہیں تھی۔“
”سنو! وہ پکٹے کی لی ہوئی ریل تھی۔ میں نے اُس پر تجہرا درستایہ درج
کی تھی!“

کوئی کچھ نہ بولا۔ تو فیکے باپ نے بھی سر جھکایا۔
امریکی اور اس کے چاروں سفید فام ساتھی انہیں خونگزار نظروں سے
گھوڑے جارہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ریوا لور بھی تھا۔ بریگی آہستہ آہستہ
چلتا ہوا عمران کے قریب آکھڑا ہوا۔ عمران ہونگوں کی طرح اُسے دیکھے
جا رہا تھا۔

”تم... تم توہت دیں ہو۔“ تو فیکے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تھے۔
جب کردوسوں نے انکار کر دیا تھا۔ ”اُس نے اُسے گھوڑتے ہوئے کہا۔
”تھی نایب تو فیکی حرکت یہ عمران خوش ہو کر بولا۔“
”لیکن تم مجھے فریب نہیں دے سکو گے۔ لااؤ نکالو وہ ریل یہ۔“
”خواب ہو گئی ہے تو دوسرا مغلکو ادوں گا۔ اس کے لئے آخر اتنا جگہ
کیوں یہ عمران نے کہا۔“
بریگی نے شامہ اس کے منہ پر گھونسہ مارنے ہی کے لئے اتنا اٹھایا

پھر تھر آہست سے باتھ رکھ دیا اور وہ اچھل پڑی۔ یہ اس کا باپ تھا۔ اُس نے اس سے ریا لو سے کر بیب میں ڈال لیا۔
 ”تمہرا اعلیٰ درست خطناک ثابت ہو رہا ہے۔ سونیا یہ اُس سے پہنچاتی ہوتی آواز میں کہا۔ اتنی دیر میں عران ریگی کے داؤ بیوس کو بیکار کر کچا تھا۔ وہ ایسے گر سے تھے کہ پھرستہ اٹھ کر۔
 ریگی لفڑی کو چھوڑ لیقیہ داؤ بیوس کی طرف کو تینج گیا۔ ٹونی بھی اپنیا ہوا دیوار سے جاگا۔ اس کی ناک سے خون یہ سرد تھا۔ سونیا پاپ کر اس کے قریب پہنچی اور رونال سے خون صاف کرنے لگی۔
 ”میں پیر کہتا ہوں کہ آدمیوں کی طرح یا تکڑا۔“ دعشاً اس نے عران کی آواز شنئ۔

” بتاؤ تم لوگوں نے یہ کیا ہمچلا دہ براپ کر کھلائے؟“ سونیا آگے بڑھ کر چھپی۔
 ”میں تمہارے باپ کا دلخیں تو نہیں ہوں ۔۔۔ ریگی نے سپاٹ لبھیں کہا۔
 ”البتہ تم لوگ ہڑو اُس سے دشمنی کر رہے ہو ۔۔۔“
 ” ہم دشمنی کر رہے ہیں ۔۔۔ ٹونی نے حیرت سے کہا۔“ شامہ ہم، تی نے انہیں لیکر گولیاں جلانی تھیں ۔۔۔
 ”تم فاموش رہو ٹوٹی۔ تم لوگ کچھ نہیں بیانتے؟“ اس کا باپ بولا۔
 ” مجھ پر لئے کی اجازت ہے ۔۔۔ سونیا نے تیخ لیتھیں کہا۔ لیکن شامہ میں بھی یہی سوال فٹھراویں گی ۔۔۔
 ” اچھی تو منو بدقلوں،“ اکروہ بیل نہ می تو آدھا لیو پ تیاہ ہو سکتا ہے ۔۔۔
 ریگی نے پھر ان ہو اوازیں کہا۔
 ”بیقی آدھے کہیں تیاہ کر دوں گا۔ تم لوگ پر عاد نہ کرو۔“ عران بولا۔
 ” اچھا تو یہیں تہارے پاس ہے ۔۔۔“
 ” میں نے یہ تو نہیں کہا۔“

”تپر جو تھا کون ہو سکتا ہے۔ میں نے کبھی کوئی بیان نہیں دیکھا۔“
 ”تم اس تاحفہ میں آدمی کو کیوں نظر انداز کر رہے ہو۔ میں نے پھلی رات ہبھی
 کو ایک طلوع دی تھی۔ ہو سکتے ہے وہ بیان مقیم درسرے سماں توں میں سے
 کوئی ہو اور کیا میں نے تھیں یہ نہیں بتایا کہ مجھے گیرتے والوں نے تمہارے ہی
 مغلق مجھے بوچھوچھو کی تھی۔“

”ہم خش کے بارے میں میں اذنازہ فلٹ نہیں ہو سکتا۔“ بگی نے عران
 کی طرف لٹکا تھا کہ کہا۔

”تم بخوبی اس کر رہے ہو۔“ بگی۔ ”سو نیا بچھر گئی۔“
 ”گور شیر پاپتے پیچوں کو تہذیب میں سکھا۔“ رُنگی بولا۔ طیک اسی وقت
 عران کا دہا دہا تھا اور اس کے باہم شانے پر پڑا تھا اور وہ باہم جانی،
 جھکتا چلا گیا تھا۔ پھر وہ بھی اپنے چاروں ساقیوں ہے، کی طرف بے سس دوڑتے
 ہو گیا تھا۔

”شب اسش!“ سو نیا پرست بھی میں بولی۔ ”یہی مناسب تھا۔“

”شکریہ!“ عران نے کہا۔

”ابے یہ بپ کیا ہو رہا ہے۔ آخرب!“ گور شیر بکھلا کر بولا۔ لیکن کسی نے
 بھی اس کی طرف تو پہنچ دی۔
 ”اب ان پانچوں کے نے کوئی عتمد انتظامِ موجوداً نہیں کیا تھا۔“
 نہ کوئی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”برفت میں دفن کر دیں۔“ کوئی نہ کہا۔

”بھائی یہ ایسی زندہ ہیں اور شام عرصہ تک زندہ رہیں۔ آخرب! کیوں
 مجھے پانچ دلوں کے نواہِ شہنشہ ہو۔“

”مطر رُنگی کا بیان دزن رکھتا ہے۔“ کوئی کا باپ بولا۔
 ”یعنی اکھاں پر تباہ ہو جائے گا۔“ عران نے احقدنا افاز میں سوال
 کیا۔

”یقیناً ایسا ہی ہو گا۔“

”اچھا تو پورے پورے کتابی میں کتنی ریلوں کی ضرورت پیش آئے گی؟“
 ”میں نے غلط نہیں کہا تھا۔“ رُنگی غرایا۔ یہ انہی لوگوں میں سے معلوم ہوتا
 ہے۔“

”کن لوگوں میں سے ب؟“

”جنہوں نے اس شرایف آدمی کو گیر کر زندگ کی تھی۔“ اس نے کوئی
 کے باپ کی طرف اشارہ کیا۔

”تم اپنے آدمیوں کی بخوبی میں لیتے۔“ سو نیا اس کے بیویں ماقيوں
 کی طرف دیکھ کر بولی۔

”اگر وہ زندہ ہیں تو خود ہی اپنے بیٹیوں کے۔“ رُنگی نے لاپرواں سے کہا۔

”خود ہی نہیں اپنے بیٹیوں کے بلکہ اپنے بھرپور اٹھاتے جانیں گے“ عران
 نے سخنیگی سے کہا۔ بہتر ہے کہ ذوق کے قلبی امدادِ طبلہ کرو۔

”اس صورت میں غمیل میں ہو گے۔“ رُنگی غرایا۔ لیکن الگ قمریلیں میرے
 حوالے کر دی تو میں کوئی کارروائی نہیں کر دیں گا۔“

”دیکھو درستِ خصوصیت سے میں تمہاری کمی ریل کے بارے میں کچھ
 نہیں جانتا۔ ایک سماں ہوں۔ یہ دلوں پر پیشان تھے۔ میں نے سوچا ان
 کا ساتھ دینا چاہتے۔ جھلان کے بھی معاملات سے مجھے کیا سر کا پورہ ہو سکتا ہے؟“

”یہ تو میں بھی کہ رہا تھا تھم سے گے کوئی سکے باپ نہ رکھی سے کہا۔“

”کیا انتظام کیا جاتے؟“
”کسی خالی بھرے میں ڈال کر تلف لگادو۔ اتنی دیر میں پاپا گورشیر سے
دود دباتیں ہو جائیں۔“

”میں کچھ نہیں جانتا۔“ گورشیر کا لفڑ پر باعور لکھ کر بولنا۔
”پاپا۔“ سونیا نے آنکھیں نکالیں۔

”ابھی نہیں۔ پہلے ان کا انتظام ہوتا چاہتے۔“ عمران بول ٹیا۔
ان غیر میں نے فل کر ہوش آدمیوں کو ایک نالی بھرے میں پسچایا تھا اور پھر
بھرے کو تفل کر دیا تھا۔ اس کے بعد کافی کادوں چلا تھا۔ گورشیر بالکل
خاموش تھا لیکن اس کی انکھوں سے خونزدگی کا انہار پورا تھا۔ سونیا اُسے
گھورتی رہی تھی لیکن کچھ بولنی نہیں تھی۔

کافی روزی کے اشتتم پر عمران نے اُن دونوں سے کہا۔

”اب تم جاکر آرام کر د۔ میں خدا پاپا گورشیر کے ساتھ شرخ کھیلوں گا۔“
”یہ ناممکن ہے۔“ سونیا بولی۔

”اگر تم خلوص نیت سے کوشش کرو تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔“
”بیمار خیال ہے کہ اسے پاپا کے ساتھ شرخ کیلنے دو۔ پاپا کا بھی دل بھل
جائے گا۔“

”اُد کا۔“ ٹوٹی اس وقت تم سے بھی زیادہ عقلمند مسلم ہو رہا ہے۔“
”لیکن اگر انہوں نے ہوش میں اک مشرپ چاندا شروع کر دیا تو۔“

”انہیں بھی کیل میں شر کیک کر لیں گے۔ تم اس کی پوراہ نہ کرد۔ لیز جاؤ۔“
”چلوا ہٹو۔“ مجھے بچ سمجھ نہند آرہی ہے۔ ”ٹوٹی اس کا باہر چکڑ کر اٹھا
ہو اجڑا۔

گورشیر بالکل ناموش تھا۔ اس کے چہرے پر ہوا تیان اڑ رہی تھیں۔ ایسا
معلوم ہوتا تھا میسے عران کے ساتھ تھا اور ہنسا چاہتا ہو۔ لیکن بالآخر وہ دونوں
اٹھ چیزیں تھے۔ سونیا اپنے کرے کے دروازے کے قریب رک کر کہا۔
”مجھے تو اپنی انکھوں پر تفتیش ہی نہیں کر سکتا۔“
”عران بیت انجھرے۔“ ٹوٹی بولنا۔
”اب دیکھو! پاپا سے کیا رہتی ہے؟“
”اچھا شباب بخیر۔“ ٹوٹی بمراقی آواز میں بولا اور آگے بڑھ گیا۔

”اگر۔۔۔ کیا واقعی شرخ نہ۔۔۔“ گورشیر ہمکھلایا۔
”نہیں پاپا گورشیر اصل معاملہ تمہارے دونوں بچے بہت پریشان
ہیں۔۔۔“
”انہیں پریشان نہیں ہوتا چاہیے۔ وہ بھجتے نہیں۔ تم نے میرے دوستوں
کے ساتھ مناسب پر تاؤ نہیں کیا۔“
”تمہارے دوست شہ ہوتے تو واقعی انہیں برف ہی میں دفن ہوتا پڑتا۔“
”تم آج ہی تین آدمیوں کو قتل کر سکتے ہو۔“
”اوہا ہے۔۔۔ میں نہیں عبا تکارہ کیسے تھے۔“
”ٹوٹی کہ مر تھا کہ تم سے پاس اصل روکوں بھی تھا۔“
”غلط بھی کا علاج تو انطاٹوں کے پس بھی نہیں تھا۔“
”تم معاملات کو بھجتے نہیں دخل لہازی کر سکتے ہو۔“

تفرکر نہ لے سچے میں کہا۔ اس نے تمیں اور ڈی کو متھا جانے دیا تھا اور صرف
کھاڑی عالے کے کردی تھی۔ نہیں! یہ ڈی مورا کا انماز ہرگز نہیں ہو سکتا وہ
بڑا دیر ہے۔

”تو پھر وہ نعلیٰ ڈی کو رہا ہو گا۔“ عمران آپستہ سے بولا۔
”میں نہیں سمجھتا۔“ گورشیو کے لئے میں حیرت تھی۔
”و شنوں نے تمہارے اصلی ڈی مورا کو فاتحہ کر دیا ہو گا۔“
گورشیو کو اس نے پہلی بار سنتے دیکھا۔

”لڑکے! شادِ قم نے بہت گھٹیا قم کے حاسوسی نادل پڑھے ہیں۔“
”کیا میں غلط کہ رہا ہوں؟“ عمران نے غصے لے لیے میں کہا۔
”مجھے سوچنے دو۔ ڈی مورا نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔“
”عذر دو سوچا۔!“ عمران نے کہا اور جیب میں بچپن کا پیکٹ ڈھونٹے
گلا۔

تھوڑی دیر بعد گورشیو بولا۔ ”جیسی قم نے بیو ش کر دیا ہے وہی یہ
ہمدرد میں۔ تمہاری اس حرکت نے مجھے دکھ پہنچا یا ہے؟“
”تمہارے ہمدرد قمہاری بڑی کوڑیاں لور دکھا کر ہیاں لائے تھے۔“
”وہ مخفی دھمکی تھی۔ بیل اگر مناچ ہو گئی تو۔ وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا
عمران اسے بخوبی کیک رہا تھا۔ اس کے اچانک خاموش ہو چاہنے پر
بھی اسے گھوڑتا رہا۔

”اگر وہ بیل نہ ملی تو میں دولا کھٹکا مار کے خارے میں رہوں گا۔“ گورشیو
بالآخر بولا۔

”میں نہیں سمجھتا۔“

”اسی لئے تو معاملات کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ اچھا یہی تباہ جیب تمیں
علم تھا کہ تمہارے کچھ دہن یہاں موجود ہیں قوم اس طرح کیوں نہکر سے ہوتے
تھے؟“

”اس نے بھر کی تصدیق کرنا چاہتے تھے اگر وہ حق فوج یہاں موجود ہیں تو نہیں
ستانتے میں گیرنے کی روشنی کیں گے؟“

”بہت خوب۔ یہ تو خود کشی کے مترادف ہوا۔“
”اوہ... ہم غافل تو نہیں تھے۔ ہمارے ساتھی بھی ہماری نگرانی
کر رہے تھے تم نے دادا میں جو رنجی کے ساتھ دیکھے تھے وہ اس کے ساتھی
ہی تھے؟“

”اور تمیں لادارث سمجھ کر لظاہر اداز کر گئے تھے۔“
”تمیں وہ میرا سراغ کھو بیٹھے تھے۔ بر فیاری ہی آتنی شدید شروع ہو
گئی تھی۔“

”اور فاسروں کی آوازیں سن کر تو چھوڑ ہی بھاگے۔“
”تم آخر ہو کون اوسکیا چاہتے ہو؟“ گورشیو سمجھنا کر بولا۔
”تمہارا اور تمہارے بچوں کا ہمدرد۔ کاش تم اس وقت ان کی شکلیں
دیکھ سکتے جیب دہ تمہارے لئے پریشان تھے۔ ماں یہ ڈی مورا کیسا آدمی
ہے؟“

”میں اسے میں سال سے جانتا ہوں۔“
”کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نے سو نیا سب تمہارے و شنوں کی موجودگی
کی اطلاع پہنچائی ہو؟“
”لیکن مجھے حیرت ہے۔ وہ اتنا ڈرپک تو نہیں ہو سکتا۔“ گورشیو نے

”پچھوں نے تم سے کسی آرٹسٹ کا ذکر کیا ہوگا جس نے ایک رات میرے
کمرے میں لگناری لیتی ہے؟“

”ہاں۔ آں۔ شام کیا تو تھا اور اس کی لاش کچھ دنوں کے بعد برف
میں جبی ہوئی ملی تھی۔“

”ہاں۔ وہی۔ اور اس کے بعد ہی مجھ پر حملہ ہوا تھا۔ حملہ اور نامعلوم
ازاد تھے۔ دراصل اس وقت بھی انہوں نے مجھے ابھائے جانے کی
کوشش کی تھی۔“

”آجھ کیوں؟“

”ہم نہیں جانتے کتنے کوئی ہو۔ ہو سکتا ہے جماںے دشمنوں ہی کے
کوئی ایجنت ہو۔“

”اور وہ تینوں لاٹیں غالباً تمہارے دوستوں ہی کی تھیں یہ۔“

”تو تم ان کے قتل کا اعتراف کرتے ہو۔“

”میں کسی بات کا اعتراف فویں کر رہا۔“

”بیس کرو یہ گورشید ہا تھا شاکر بولا۔“ اب میں اس سلسلے میں کوئی بات
نہیں کر سکتی۔“

”میں کچھ پوچھنا بھی نہیں چاہتا۔ میرا ذہن تو اس نامعلوم آدمی میں الجھا
ہوا ہے جس نے سونیا کو یہاں تھا۔ دشمنوں کی موجودگی کی اطلاع دی تھی۔“
”ہم خود بھی اسی کے بارے میں سوچتے رہے ہیں۔ بلکہ آج ہم دنوں
کے تکلیف کے بارے کی وجہ بھی بھی تھی۔ ہم امانزہ لگانا چاہتے تھے کہ ان
کے ارادے کیا ہیں۔ ورنہ ایسے موسم میں کون نکلتا ہے؟“ اسکی اہنگ کے
لئے۔“

”شام کی لئے سونیا کو اطلاع دی گئی تھی کہ تم لوگ افزاہ کرنے کے لئے
نکلا در گھر لئے چاہے۔“
”اس تینے پر بینچن پڑے کے کاہی گورشید سراکر بولا۔
کمرے سے اچاہک شور نہیں دیا تھا۔ شام کے ان میں سے کوئی ہوش میں اگر
در وانہ پیٹ رہا تھا۔
”پاپا گورشید۔“ عربان نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔ ”اگر تم نے اسیں کھوئ
دیا تو وہ بچھے زندہ نہ چھڑوں گے۔“
”لیکن یہ صورت حال بھی برقرار رہیں رکھی جا سکتی۔ اگر دوسرے معاذ
بھی چاہک طریقے تو ان دشواری میں پڑ جاؤں گا۔“
”اچھا تو پہلے تھے یہاں سے چپ چاپ نکل جانے دو۔“
”یہ ناممکن ہے۔ میں انہیں کیا جراپ دوں گا۔“
”اچھا تو یہ یوری۔ اور بچھے تکلیف جانے دو۔“ عربان نے کہا۔
”ہاں جمکن ہے۔“ گورشید نے کہا اور کسی تدر آگے چک کیا۔ در وانہ
ہی لمحے میں ہجڑو کا ہاتھ اس کی گدن پر پڑا تھا۔ گورشید آواز نکالے
پیغمبر نہ کے بیل فرش پر چلا آیا۔
اس کے بعد عربان اپنے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔

پہر دہان آتا شور مجا تھا کہ دوسرے صاف بھی بیسدار ہو گئے تھے۔
سونیا اور لوئی بھی اٹھتا پڑا۔ انہیں فیضہ بھی کب آئی تھی۔ وہ تو عربان کی

والپی کے منتظر تھے۔

تیدیں کامکارہ مکونا پڑا۔ باپ اب بھی ڈائینگ بال میں بیوس ٹپاتھا۔
بس پھر بات بن گئی تھی۔ درود مرے کا بھوں کو ملین کرنا دشوار ہو جاتا۔
گور شیر نے عوش میں آئے پر انہیں تباہا کر چکھ لیتے ہے مگر آئے تھے جنون
نے اُسے اور اس کے دوستوں کو بے لب کے خاصی تعداد میں نقدی
روٹ لی۔

ریگی ٹھٹھ سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ درودوں کے چلے جانے کے
بعد گور شیر کو گھونسہ دکھا کر بولا۔ تم نے دیکھا۔ آخر بجاگ گیانا۔

”میں کیا بتاؤ۔ وہ لوٹی کا دوست تھا۔“

”کب سے دوست تھا تھا را۔“ ریگی لوٹی کی طرف مڑا۔

”چار سال پہلے ہم نے کتنی بہتستہ روم میں اکٹھے لزارے تھے۔ لوٹی
نے جواب دیا۔

”اور اب وہ ہمارے دشمنوں کے ایجنت کارول ادا کر رہے ہے۔“

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مژا ریگی۔“ لوٹی نے کہا۔

”تو پھر کیوں جاگ گیا۔“ ریگی علت پھاڑ کر دیا۔

”تم لوگوں سے خلاف ہو کر جاگ گیا تو گما۔“ یچارا۔ ”سونیا بولی۔“ تم

نے اس پر چوری کا لذام لگایا تھا۔ تمہاری یہل کہاں سے پیدا کرتا۔“

”سمجا۔“ ریگی دفعتاً سکر کر بولا اور سوتا جھیٹ کر دردسری طرف
دیکھنے لگی۔ پھر ریگی نے کسی قدر غشیں آؤز میں کہا۔ ”گور شیر! امیں نے تم

سے چلے ہی کہا تھا کہ بچوں کو بھی اعتماد میں لے لیکن تم نہیں مانے تھے۔

”یہ پچھے...“ گور شیر دوانت پیس کر بولا۔ ”اگر کہ بچوں کی طرح نہ

ربے تو میں انہیں ٹھیک کر دوں گا۔“

سوئیا اور لوٹی ایک درمرے کی طرف دیکھ کر رہے تھے۔

”کیا ہے اپنا سامان لئی لے لیا ہے؟“ ریگی نے گریٹھ سے پوچھا۔

”ہاں ایک ایک پیٹر۔ کچھ بھی نہیں چھوڑا۔“

”میں اس کے کر سے پر ایک نظر والی خود میں بھیسا ہوں۔“ ریگی کچھ سوتا
ہوا پھر سوئیا اور لوٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔ تم دونوں اپنے کردوں میں جا
سکتے ہو۔“

سوئیا کچھ کھنے والی تھی کہ لوٹی اب تھا کہ بولا۔ میں بھی سوتھ رہتا

آج کی رات خواہ نہ رہا تباہ ہو گئی۔ اس نے سوئیا کا بابا تو پیٹھا اخدا اور
ڈائینگ بال سے رہائی تھریوں کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

”ستو۔!“ سوئیا پلٹے پلٹتے چلتے رک کر بولی۔ ”کہیں وہ پچ سوچ دشمنوں
ہی میں سے نہ رہا ہو۔“

”کہاں کے دوست اور کیسے دشمن! اس پر کچھ بھکاں ہے۔ پاپا دیغڑہ

پتھر نہیں کس پکڑیں گے۔“

”میرا داع غفل ہو گیا ہے۔ سوچتے سوچتے میں سوئیا نے کہا اور چل پڑی۔“

”کچھ سوتھو۔“ چب چاپ جا کر سوچا۔“

وہ خاموشی سے اپنے کر سے میں دا غل، ہو گئی اور دروازہ بند کریا

تھا۔ بڑی دیر کے دروازہ کے قریب، ہی کھڑا ہری ہتھی۔ میٹھے کو دل ہی

نہیں چاہتا تھا۔ لبیتہ رات بیٹھ کر گذا رہ دیا جا ہتھی تھی۔ آخغر ان اس

طرح کیوں چلا گا۔ کم از کم اس سے اُس پر تو اعتماد کرنا ہتھی چاہتے تھا۔ یہ

قیسم کر لیئے کوئی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے باپ کے دشمنوں میں سے

ہو گا کوئی پچھلی کے لیکن وہ اپنی آنکھوں کی بیاد کے اعتبار سے ایماندار ہی لگتا تھا۔ پر اس کا ذہن اس ریل کی طرف منتقل ہو گیا جس کے لئے اتنا نہ ہے ہو گیا تھا آخر وہ کس قسم کی تصویریں ہو سکتی ہیں۔ اب اس کی پچھیں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس کا ذہر اپنے ہاپ سے کرسے یا زندگے پستانہیں اس سلے میں ٹوٹی کا کیا خیال ہے۔ نہیں شاید وہ بھی نہیں بتانا چاہتا تو اور نہ اب اصل بات ہاپ کے گوش گناہ کر چکا ہوتا ہے۔

سچے سوچے ذہن پر نہ کام غیر چنانے کا تھا اور کسی پر نہ لٹکنے یہی سوچتی تھی۔

یہ کشاد کسی نے دروازے پر دستک دی تھی ورنہ وہ سوتی تھی رہ جاتی۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ ٹوٹی سامنے کھڑا تھا۔

”کیا آج گاہک ناشتے سے بھی حرم رہ جائیں گے؟“ اس نے کہا۔ ”میری طبیعت تھیک نہیں ہے۔ آج تم اپنی ننگانی میں کام کراؤ۔“

”جیسے بار بھی خانے کے کاموں کا سلیقہ نہیں ہے۔“

”باتیں ناشتے کا سلیقہ ہے۔“ وہ برا سامنہ بنا کر بولی۔ ”جلو۔ آرہی ہوں۔“ اس نے جلدی جلدی بیاس تبدیل کیا تھا اور پکن میں پنج کھنچتی ہی۔ ٹوٹی کے علاوہ اس کا باب پھی گپن میں موجود تھا اور لوٹنے سے کہہ رہا تھا۔ اگر وہ تمہارا دوست تھا تو اس طرح بھاگ کیوں گیا۔ اس کی دانست میں اگر ہم کی قسم کے خلسوں میں ہتھے تو اسے ہمارا ساتھ ہمیں چھوڑنا چاہیے تھا۔“

”اگر اس پر اعتماد کیا ہوتا تو کسی نہ جاتا۔“

”میں اب اس سے تیری پاری طبقتی پر بچوں ہوں۔“

”چلا گیا تو جانے دو۔ نہ ہم بُر دیں اور نہ کمزور ہیں۔“ مونیا بول پڑی۔

”ریل وہیں کھالے گیا ہے۔ ہمیں لفظی ہے اور آپ اس کی زندگی کی صفات نہیں دی جا سکتی۔ رگبی کے ہاتھی اُس سے تلاش کر کے مار ڈالیں گے یہ مونیا طنزیہ ادا میں ہنسی ہوتی۔“

”آج تم دیکھ لینا۔“

”لیکن تم ہمیں اصل معاملے کی ہوا ہی نہیں لگنے والے گے پاپا۔“ ٹوٹی اسے گھوڑتا ہوا بولتا۔ ”جب کہ رگبی بھی کہہ رہا تھا کہ پچھوں کو مزور اعتماد میں لینا چاہئے تھا۔“

”اسی سے پوچھ لینا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔“ وہ خیلے لیچے میں بولتا۔ ”کچھ لمحے خوش رہ کر پھر غریباً۔“ اب کسی نہے مافر کو کرو نہیں دیا جاتے گا۔“

”کیوں۔“

”؟“

”اب غالی نہیں رہیں گے۔ میں رگبی کے سارے ساتھیوں کو ہمیں بلوار مل ہوں۔“

دو لوگوں نے معنی خیز لفڑوں سے ایک درسرے کی طرف دیکھا تھا۔

کچھ بولے ہیں۔“

گر شیر چلا گیا۔ رگبی کے چاروں ساتھی ڈاٹنگ ہال میں ناشتے کے منتظر ہیتھے تھے۔ انہیں ناشتہ پہنچوںے کے بعد سونیا اپنے کرسے میں چلی آئی۔ دروازہ ہندکرنے والی ہی عیسیٰ کہ رگبی ساتھ آکھڑا ہوا۔

”معافی چاہتا ہوں ہے یہی۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے۔“

"ضرور... ضرور... اندر آ جاؤ۔" وہ پچھے بیٹھتی ہوئی بولی۔
"شکریہ! حالات نے ہمیں ایک دوسرے کی طرف سے شکوک کر دیا
ہے۔ لیکن یعنی کہو۔ ہم سب آپس میں اچھے دوست ہیں۔"
"میٹھے جاؤ۔"

"شکریہ!" وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ اربوں لیرے
دولت کا ہمارا ملہرے ہے۔"

"کچھ کہو جی تھے تو۔!"
"تمہیں وہ آرٹسٹ تو یاد ہی ہو گا جس نے ایک رات تمہارے پا
کے ساتھ گناری عینی؟"

"ہاں مجھے یاد ہے اور تین چار دن بعد اس کی لاش بھی ملی تھی۔"
"وہ تمہارے پا پا کے لئے اجنبی نہیں تھا۔ پھر جنگ میں وہ تمہارے

پا پا کے ساتھ افریقیہ کے مجاز پر تھا۔ میں یہی وہیں تھا۔ تینوں گھر سے دوست
تھے۔ عدیں آبایاں ہمیں اپاہاں ایک ہو رچے کی کھدائی کے درواز میں
ایک ہوتا۔ بڑھناڑلا سوتے کی لاکھوں اش فیل۔ پھر ایک ٹھلے کے دل ان
میں ہم ایک دوسرے سے بچھڑ گئے اور پھر تینوں نے اپنی اپنی بگرد مریں
کو مردہ تصور کر لیا۔ دوسرویں ڈچپ بات یہ ہوئی کہ جہاں ہم نے خداوند پھیلایا
تھا دہل ہم میں سے ہر ایک کو خداوند سکا۔"

"یہ وہ ہے؟! سو شیا ناظر اٹھا کر بولی۔
وہ خاموش ہو گیا۔"

"لر قم امریکن نہیں ہو۔ بلکہ اپا کے ساتھ مجاز پر کسی امریکن کا کیا کام۔
امریکن تو ہم کیف پ سے تعلق رکھتے تھے۔" سو شیا بولی۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ میں جوں ہوں اور اب امریکی مشری۔ جب
بچکہ ہو ری تھی تو میں نازیں کے ساتھ تھا۔ ہر حال وہ آرٹسٹ ہی اس
خزانے کو دہاں سے نکال لئے تھے میں کامیاب ہو گیا اور ہم اپنی اپنی بچکہ پر
اُسے مردہ تغیر کے بیٹھے تھے تیکن وہ پچھلے سال اپا کے بچھے ذرا ان
میں مل گیا۔ بہت خوش ہوا تھے زندہ دیکھ کر۔ گورنر شد کی خیریت۔ میں
پوچھی۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ گورنر شد بھی زندہ ہے تو اس نے بتایا کہ خزانہ
بچکہ جوں کا توں محفوظ ہے جسے اس نے ڈبلیو ایس کی کمکی دخوار
گزار علاقوں میں بھیسا کھا تھا۔ میں اُن دونوں ہمار تھا۔ فوری طور پر اس کے
ساتھ اپنی ہیں اس سکا تھا۔ وہ تھجھے سے یہ کہ کر غصت ہو گیا کہ گورنر شد سے ملنے
چاہا ہے۔ وہ دیکی زمانہ تھا جب وہ تمہارے پالی سے طا تھا۔"
"سوال تو ہے کہی دوسری پارٹی کو خزانے کا علم کیونکر ہذا ہے؟" "دھننا"
سو شیا بولی۔

"اچھا سوال ہے۔ ذہین لا کی معلوم ہوتی ہو۔ میں تینیں ستائیں ہوں۔
آرٹسٹ ہم اس خزانے کو دہاں سے دوسری یہ متعلق نہیں کر سکتا تھا، ہر
ہے کہ اس نے کچھ لوگوں سے مدد لی ہو گی۔ یہ بتائے بغیر کہ ان سند و قوں
میں کیا ہے۔ لیکن وہ بحدیں کسی نہ کسی طرح اصلاحیت سے آگاہ ہو گئے
ہر حال جب وہ تمہارے پاپا سے ملنے کیا تھا تو اسے احساس ہو گیا کہ اس
کا تعاقاب کیا جا رہا ہے؟"

"پھر تعاقاب کرنے والوں نے اُسے اڑ دلا۔" سو شیا بڑے لیکھ میں لولی۔

"یہ معلوم کئے بغیر کہ اس نے خزانے کو دہاں چھپایا ہے۔"
"قم پہت تیر ہو۔"

"اکیک سچے بھی یہی سوال کرے گا"

"بچھنے کی کوشش کر دے۔ انہوں نے اس کو لیکر پکڑنے کی کوشش کی ہو گی۔ ذہن کرو۔ اس نے فائزہ مگ شروع کر دی تو اور مقاومت کرنے والوں کو بھی بند دیں۔ سیدھی کر لیتے پر بخوبی کر دیا ہوا اور پھر وہ فائزہ مگ کے درانہ ہی میں بلاک ہو گیا ہو گیا"

"لماں یہ ہو سکتا ہے۔" سوینا کچھ دیر بعد بولی اور رگبی طریل سالن لے کر رہا گا۔ سونا نے کہا۔

"تو اب ہم تیکاریں ہے؟"

"دیکھو! وہ ریل بھر میں سے کہہ سے فاتح ہو گئی ہے۔ بڑی اہمیت کی حامل ہی اور اس میں بچہ بھی تھا اس سے تمہارے باپ کا زیادہ عمل ہے۔" "میں نہیں بھیجیں۔"

"بعض اہم دستاویزوں کی تصاویر قیں ہے"

"تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ اگر ریل نہیں تو آدھا لبر بتباه ہو جائے گا؟" "وہ تو میں نے یہ توہی قیمتیں دھلانے کے لئے کہا تھا کہ شامہ اسی طرح یہی داپسل جائے۔ درہ سا پھر خزانے ہی کا ہے۔"

"اور تم یقین کرو کہ تم لوگ اُس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ وہ جو چوروں کی طرح جاگ گیا اس سلسلے میں اس کی بھی صفائت دے سکتی ہوں؟"

"لیکن وہ تو کہہ رہا تھا۔"

"اُول درجے کا اعتماد ہے۔ غواہ بخواہ کہاں کرتا رہتا ہے۔ بچا بھر اس سے کہلو لو۔"

"تو پھر ہیاں اور کوئی کمال بیٹھو جو بھتے اور بھی تو صاف مقیم ہیں ان کے بالے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔"

"اب تم نے قلعہ دی کی بات کی ہے۔"

"لیکن یہ کوئی ایسا شکل کام نہیں ہے۔ ہم ان کے سامان کی تلاشی لے سکتے ہیں۔ آج موسم کل سے بہتر ہے۔ یہ سب باہر ملے جائیں گے۔ ہم تینوں اگر پاہیں تو یہ کام آسانی کر سکتے ہیں۔"

"میں تمہارا ساتھ دوں گی۔"

"شکریہ بے بنی۔ تو یہ کوئی تم ہی آمادہ کرو۔ موقع دیکھ کر میں تم دلوں سے آملوں گا۔"

وہ چلایا۔ اور سوینا حالات کے اس نئے رُخ کے بارے میں غور کرتے گی۔ نہ جانے کیوں برجی کا بیان اُسے بکواس ہی کا تھا۔ دوپر کے کھانے کے لئے کچھ ابھی سلکیں بھی مال میں نظر آئیں۔ ان میں سے زیادہ ترقی پیدھی لوں کے شکاری تھے۔

گورنر شیر نے ایک بارہ دروں کو تنبیہ کیا۔ "دیکھو! کہ کسی کو بھی نہ دینا۔ رجسٹر امارتی میں بند کرو۔ کوئی کچھ غالی نہیں ہے۔"

"ایسا ہی ہو گا۔" سوینا سکرا کر بولی۔ رجسٹر نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔

"اور تم اس سے متفق ہو۔"

"کس بات سے۔"

"یہ کہ ہمیں بہت محاط رہنا چاہیے۔"

"اُن اس کے بیان کے مطابق ابتو یہے کام عالم ہے۔ بہر حال ہم نے قدری مخالفت تو نہیں کی تھی۔ صرف حالات سے آگاہ ہونا چاہتا تھا۔"

میں اپنی زبانیں بالکل بند کھو۔ اور اس مردود کو تلاش کرنے کی کوششیں کر دے۔
خوبی دیر تک کھدا کچھ سوچتا رہا پھر انہیں دونوں ہاتھوں سے دیکھتا
ہوا بولا۔ "چلو میرے کرے میں چلو۔"

اُن دونوں نے اکٹ دوسرا کی طرف دیکھا تھا اور گورنیشن کے کرے
کی جانب پل پڑے تھے۔ کرسے میں پتھر کر اس نے دروازہ بند کا تھا۔
اور قونی کی طرف مرد کا اُسے گھونسہ دکھاتا ہوا بولا تھا۔ "تم... تم نے دیکھا تھا
اُسے میری پشت سے تصویر آئتے دیکھا تھا۔ تھے۔"

"ہاں میں نے دیکھا تھا۔"

"تم کیوں جانا کرتے ہو میرے کرنے میں؟"

"اس نے کشم بہت سادہ لوح ہو پایا۔ جو علیٰ چاہتا ہے تمیں آئے کارہنا
یافتہ ہے۔ اگر تم سارے سلسلے میں جانگتے تو ریں تو تم غرق ہو جاؤ۔"
"کوئاں بندکرو۔ میخو اور میری بات خورد سے سنو۔ تم نے اس سے
اس اُرکھے و قوئے کا ذکر مٹو دیکھا کیا ہو گا؟"

"ہرگز نہیں۔"

"میں یعنی نہیں کر سکتا۔" گورنیشن پیر پتھر کر بولا۔ "اگر میں نہ ملی تو تم دونوں
کی کھالیں آنار دوں گا۔"

"یہ زیادتی ہے پایا۔" سوینا رہو ہائی ہو کر بولی۔ "تم خواہ مخواہ ہم پر
الی ڈرداری نہ ڈالو۔"

"جو کچھ کہنا ہے کہ جسکا۔ جاؤ اسے تلاش کرو۔"
لورنی کا پھر و سخت تھے سرخ ہو گیا تھا اُس نے سوینا کو پلے کا اشارہ
کیا تھا اور خود تیری سے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"اوم دنوں اس بیوقوت سے آدمی پر اعتماد کر میٹھ۔ وہ ریل کو ڈیوپ
کر لینے کے بعد بھی اس سے کوئی فائدہ تھا تھا کے گا۔"

"تمہارے خیال سے اس سیل میں کیا ہو گا؟"

"اُر سے تم اتنی معمول سی بات نہیں پہنچ سکتیں۔" گورنیشن سے گھردتا ہوا بولا۔

"اُر سے اُس میں اس نقشے کی مختلف تصویریں بھیں جس کی حد سے ہم خزانے
تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"سی بھوٹ ہے۔" سوینا لڑکی کی طرف دیکھ کر بولی۔ "ریگنی نے کہا تھا
اس سیل میں کچھ احمد ستادیزوں کی تعداد تھیں۔"

گورنیشن کوچھ نہ بولا۔ اب وہ دونوں اُسے سورے جا رہے تھے۔ اس نے
کچھ دیر بعد کھلکھل کر کہا۔ "ریگنی نے مجھے ہمی تھا تھا۔"

"اور وہ نقشے تمہاری پشت پر بناتے گئے تھے۔" "ٹوٹی بولا۔"

"آہستہ بولو۔" گورنیشن خوفزدہ آوازیں بولا اور چاروں طرف دیکھنے
کا

کسی عکول کے ذریعے انہیں کیسے کے حاس لیس کے لئے ایجاد

تھا اور کچھ دیر بعد وہ بالکل صائم ہو گئے تھے۔"

گورنیشن نہیں نکل کر بولا۔ "ہاں ہی بات تھی۔ اس رات اس آڑل
نے کسی خاص کم کے عکول کے ذریعہ وہ نقشے میری پشت پر بناتے
جنہیں دیکھا ہیں ہاستا تھا۔ پھر اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ریگنی کو
پیغام بخداوں کو نقشے کیکن بمر بارہ کے ذریعے عظوظ کئے جائیں۔"

"یہ کیکن بمر بارہ کیا ہے۔"

"بس!" گورنیشن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں ماس

اب سو نیا اُسے اپنے کرے میں لائی اور آہستہ سے بولی۔ ”میں نے کما
خاکر بات پھیزی نہ رکھے گی۔ پھر تم تو اقبال درجے کے امتحان ہو۔ تمیں کیا دعویٰ
تھی اس بات کا ذکر کرنے کی کوشش پاپا کی پشت سے تصویریں لینے کا فرض
دیکھا تھا۔“

”سب طبیعیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا۔“

”کیا دیکھو لو گے۔؟“

”کچھ بھی نہیں۔ پلٹ اُسے تلاش کریں۔ یہ لوگوں کے سامنے کہا جا سکتا ہے
کہ پاپا کو رنجی یا اس کے سالیقوں سے کوئی خطرہ نہیں۔“

”مگر کہاں جلیں؟“

”کہیں بھی! پچھو دیر کے لئے اس لگھے ہوتے احوال سے نجات مل ہی جائے
گی۔“

”اس بحث کی نظر سے چنانچا ہتھے ہو تو میں تیار ہوں۔“
دوپر کا کھانا کھائے پھیر وہ نکل کر ٹھیک ہوتے تھے۔ اسکی ایگ کے جوڑے
ان کے کانہوں پر پڑے ہوتے تھے۔ سو نیا بھی اسکی ایگ کے معاملے میں
لبھتا پا یا بجاں سے بچھے نہیں تھی۔

”دوپر کا کھانا انہوں نے ایک قفری سعیگاہ میں کھیا تھا اور دہی سے کھل دیوں
کے ساتھ۔ اسکی ایگ کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ سو نیا اور قون کے
دریمان زیادہ سے زیادہ دس گلگو کھانا صدر رہا ہو گا اور وہ زور سے
تباہی کرتے ہوتے درڑے جا رہے تھے۔“

”لکھنے دلوں بعد کمکی نصایت آئی پے۔“ سو نیا کہہ رہی تھی۔
”چلتی رہو۔ آج دور سبک تجربیں گے۔“

ان کے چاروں طرف لوگ درجے ہے تھے۔ باتی بہت سچی ہے۔

”ذخیرت اُنی اس کے برآبندی پر کبودلاع تم نے کچھ محسوس کیا۔“

”لکیا۔؟“ دوپر کا کہا پڑی۔

”ذرا ان پانچوں کو دیکھو۔ کیا یہ اسی طرح نہیں پل۔ رہے جیسے ہم کمزٹے
میں لے رہے ہیں۔؟“

”مریمنے ادھر اُدھر نظر دوڑا اور بولی۔“ زور دی تو ہیں ہے۔

”میرا نیوال ہے کہ ہم گیرے جا رہے ہیں۔ میں ان میں سے ایک آدمی کو
پھان رہ ہوں وہ دیکھو۔ وہ خدا کی سکل والا شکاری۔ دوپر کوڑہ ہمارے
ڈیستینگ اُل میں کھانکھٹے آتا تھا۔ مجھے اپنی طرح یاد ہے۔
”ہاں تھا تو شاد۔“ سو نیا پڑھ جاتا۔

”اوڑیہ بہت بُرا ہے۔“ ریکی کے غالیوں ہی معلوم ہوتے ہیں۔

”ویکھا جاتے گا۔“ سو نیا اکتا کر بولی۔

”آخر دہم سے کیا چاہتے ہیں۔؟“

”مرٹ پلاؤ پکانے کی ریکی پر چھیں گے۔“

”لُکن کچھ نہ بُلا اور وہ پستور دوٹتے رہے۔ پانچوں آدمی آہستہ آہستہ
ان کے گرد اپنیا گیٹنگ کرتے چا رہے تھے۔

”غم ان کا ریو اور تھا تو تمہارے پاس۔“ سو نیا کچھ دیر بعد بولی۔

”تھیں تو۔۔۔ اس نے والپس لے یا تھا۔“

”تب تو۔۔۔ اچھا بڑا شکاری چاہو۔“

”وہ قیسلے میں ہے۔!“

”میرے پاس بھی ہے۔ متنی دیر لا میکن گے مزدراطیں گے اور پھر

یہ خود میں نہیں کہ ان کا ارادہ تشدید ہی کرنے کا ہو۔ ممکن ہے رفت پرچھ گچھ
کرنی بھی سے متعلق" ۔

پھر وہ سب ان کے بہت قریب آگئے اور انہیں سکنے کا حکم دیا۔
”رک ہی جاؤ“ سوتیا بولی قلی۔

پانچوں یعنی آڑ کے اوز دعائیں میں سے ایک نے خوناک شکل والے
شکاری سے پوچھا ”تم کون ہو؟“

”پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟“ شکاری نے سرد بینے میں کہا۔
”تم ہمارے ساتھ ہو گیوں ہو“ دوسرا بولا۔

”تمہیں غلط فرمی ہوئی ہے۔ میں ان دونوں کے ساتھ ہوں۔“ شکاری
نے کہا اور تو اور سو نیا یہ سرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

”کبیوں گور شیو ہجتیں میں تمہارے ساتھ ہوں نا۔“ دعائی خوناک شکل
والے شکاری نے لفٹی سے پوچھا۔

”ماں کیوں نہیں؟“ سوتیا جلدی سے بولی۔
”لیکن جہاں سے ہم پلے تھے، دہاں تو تم ان کے ساتھ نہیں تھے“ پاڑیں
میں سے ایک بولا۔

”ماں۔ دہاں میں تھیں تھا۔ راستے میں ملا جاتا ہوئی تھی اور جب
میں نے یہ مسون کیا کہ تم لوگ انہیں گھیر رہے ہو تو پیر مجھے دیکھنا ہی پڑا۔

”تم کیا دیکھو گے؟“

”یہی کہ تم لوگ ان بیچاروں کو کبوں گھیر رہے ہو۔ پیری شکلوں سے تو
یہ آج چھٹی مٹا سکے ہیں۔“

”ہم انہیں گھیر رہے ہیں۔ اور تم ان کے حماقی ہو۔“

”ماں میں تم لوگوں کے سیئی ذہن تھیں کہا نہ پایا تھا کہ کیسی پیچھے نہ ہوئیں
ہیں؟“

سوٹا نے ایک بار پس اس اجنبی ہمدرد کو خور سے دیکھا۔ پھولی ہری
پیدا شدن تاک کے نئے نہیں ہوئی پرچھیں اتنی گھنی تھیں کہ دہانہ پھٹپڑھے گیا
تھا۔ تاک موچھوں اور ٹھوڑتی کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آیا تھا۔

”اچھی بات ہے۔ تو کوڑھمات؟“ ان میں سے ایک نے کہا اور اپنی
اٹک اُس کے سر پر دے مارتے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں
اٹک اس کے اٹھتے نکل کر دور جا پڑی اور پھر اجنبی کی اٹک خود اسی
کے سر پر آئی تھی اور اس کے بعد وہ چاروں ہی اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔
دفعہ سو نیا نے ٹوٹی کو لکھا را۔ ”تم کیا کھڑے مزدیکھ رہے ہو۔ اس کی
مد کر د۔“

”تھیں۔“ انہوں نے اجنبی کی خواہ بڑ سئی ”تم دونوں اس کھیل سے
اگک ہی رہو۔ انہوں نے ایک تباہی لو بڑو نہایتی قیمت کو لکھا رہے۔ دھی
ان سے نیٹ لے گا۔“

اب عالم یہ تھا کہ اُس پر مسٹار ترا اٹکیں پرس ہری تھیں، جہیں وہ اپنی
الٹکوں پر روک رہا تھا اور کبھی کبھی اس کی ایک آدھ اٹک ان کے ٹریں
پر بھی پڑھاتی تھی۔ ٹوٹی سو نیا کے قریب پیٹھ کر گولا۔ ”عقلمندی کیا ہی لقاہ
ہے کہ تم دونوں نکل چلیں؟“

”نہیں۔ یہ مناسب نہیں۔ وہ ہمارا حلیف ہے۔“

”ہو گا لیکن ہم اُسے نہیں جانتے۔“

”اس سے کوئی ذریق نہیں پڑتا۔ وہ تو تھیں جانما ہے۔“

”دیکھو! یہ تو فی سے باز آ جاؤ .. خیر میں تو جلا یہ کوئی نے غافل ت
سمت میں درڑ لگائی تھی۔ یہ یورا سونیا کو اس کی تلقین کرنی ای پڑی۔ تمہارے میں
وہ سمجھتی تھی۔ وہ دو فوٹ تیز زندگی سے بستی کی طرف جا رہے تھے اچانک
کوئی بڑی تیزی سے اُن کے درمیان سے ٹکل کر بر قریب قراری سے آگے بڑھتا
چلا گیا۔

”وہی تھا۔ یہ کوئی کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

”اگر .. کون .. ہے“ سونیا ہر سکلائی۔

”وہی خداک شکاری۔“

وہ ان سے بہت دور جا پہنچا تھا۔ پھر ایک نشیب میں انہوں نے اسے
چھلا گاہ لاتے دیکھا تھا۔

”واہ .. کیا اسٹائیل تھا؟“ کوئی کہہ اٹھا۔

”کوئی بہت سی مشاقِ آدمی معلوم ہوتا ہے۔“

”لیکن آجی سے پہلے ہم نے اسے کہی نہیں دیکھا۔“

”ذرد دیکھ لو۔“ میں وہ لوگ اس کے پیچے تو نہیں آ رہے۔“
”لوفی نے دہیں سے لمبا دارہ بنایا تھا اور سونیا کر گئی۔ وہ دور تک
دور تک چلا گیا تھا۔ پھر سونیا کی طرف پڑھ آیا تھا۔

”دور دور تک کسی کا پرست نہیں۔“ اس نے کہا۔

”اچھا تو بس اپس پلے ہیں۔ ہم جس کی ملاش میں نکلا تھے۔ وہ نہیں مل
سکا۔“

”ہاں اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکیں گے؟“

”یہ بگئی کا پیچ پرست نہیں کہاں سے نازل ہو گیا۔“

”یہ جعلیہ والی بات میرے حلقت سے تو اترنی نہیں۔“
”پتہ نہیں کیا چکھ رہے۔ لیکن میری جھٹی جس بھی کہتی ہے کہ بنا پا خدا میں ہیں۔“

”خدا نہیں اس کا احساس نہیں ہے۔“

”ہو یعنی قوایں کیا کر سکتے ہیں۔ بھی مصلحت میں بُری طرح الجھ گئے ہیں۔“

”اس بدل سے متاثر یعنی دلوں کے بیانات میں تضاد موجود ہے۔“
ریگی نے پچھا کہا تھا اور پا اور دسری ہی کافی نشانے رہے تھے۔“

”مرفت یہی مطمئن کرنے کے لئے۔“

پھر انہوں نے بھی اسی نشیب میں چھلانگ لگائی جس میں کچھ دیر قبل
امیگنی سکاری چھلانگ لگا کر ان کی نظر میں اوجمل ہو گیا تھا۔

وہ پیچے پیچے اور تو فی سونیا کی وجہے چھپڑ کو اسکے پڑھا چلا گیا۔

”لوفی .. لوفی ..“ سونیا پیچھے گئی۔

وہ تیزی سے مڑا اور اس کی جانب پڑھا چلا کیا۔ سونیا کو گئی تھی۔

”وہ دیکھو! اس طبقے کے پیچے“ اس نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ایک وزنی بڑھ دکھانی دے رہا تھا۔

”مل .. ملاش .. یا“ کوئی ملکا یا۔

”پتہ نہیں .. ہو سکتا ہے کوئی زخمی ہو“ یہیں دیکھا چلہتے ہیں۔

”اول اگر وہ لوگ آگئے تو ہے“

”انہیں آتا ہوتا قوایں تک آزمی پکھے ہوتے۔ چلو دیکھیں۔“

”کوئی تدریس پہنچاہٹ کے ساتھ پیٹے کی طرف بڑھا تھا اور اسیں وہ پورا

آدمی نظر آگیا جو برباد اوندھا پڑا تھا۔

”ساش تو لے رہا ہے شاد“ سوئیا بولی ”اسے یہ حاکرہ“
”ٹوٹی نے طوفان کر کر اسے یہ حاکی تھا۔

”ازے... یہ تو عمران ہے؟“ دونوں نے پہلی بار دقت کیا۔

”کیا ہوا ہے؟“ اسے امرتلاشی لوں گا یہ ٹوٹی نے پنکوں لیتھے میں کہا۔

”پہلے میں اس کی جارتلاشی لوں گا یہ ٹوٹی نے پنکوں لیتھے میں کہا۔“
”تمہارا دماغ تو نہیں پل گی۔“

”فی الحال یہی بھجو لو۔ جس ریل کے لئے ہماری درباری ہوتی ہے پہلے
وہ ہمارے پیٹھے میں آئی ماہیتے“

”اور پھر وہ بیچ دیج اینی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ریل اس کے
تھیڈے سے رکامد ہو گئی تھی۔“

”وہ ماں۔“

”کیا مطلب ہے؟“

”ریل مل گئی اور شامدہ بھی اسے ڈیوب پھی نہیں کیا گیا۔“

”اچھا تو پیر ہے؟“

”چلو چپ چاپ نکل چلتے ہیں“ ٹوٹی ریل کا پہنچنے تھیڈے میں ڈالا ہرا
بولا۔

”میں تو اس کو ہیاں اس حال میں نہیں چھوڑ سکتی۔“

”تم پاگل ہو گئی ہو۔“

”چوری ہے سمجھو لو۔ میں تو اسے ہوش آتے بغیر ہیاں سے بیل بھی نہیں
کھکھتی۔“

”جمن میں جاؤ۔“ کہہ کر ٹوٹی نے تمہاری دوڑ بگادی۔

”تم سے ہذا سمجھے کا۔ تم پر خدا نے کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔“
”تمیں سفید بیٹھتی ہے پھاٹ کھائیں گے“ ٹوٹی کی اواز درست آئی۔
”میں سفید بیٹھوں کو پھاٹ کھاؤں گا“ بیووشن عوران کے ہنڑ
بٹھتے۔

”اے سوئیا اچھل پڑی۔“

”ہاں آں۔“ وہ اٹھ بیٹھا۔ میں زندہ ہوں۔“

”وہ... وہ... تمہارے پیٹھے سے ریل کھال لے گیا۔“

”مجھے معلوم ہے۔ پہلے بھی بیووشن نہیں تھا۔“

”یعنی... یعنی کر۔“

”میری بی جاتا تھا کہ ریل ریگی کا ب پر بخ جاتے ورنہ تم لوگ دشواریوں
میں پڑ گے، لیکن وہ خدا نے والی بات کیا تھی۔“

”اٹ۔ فو،... سمجھو میں نہیں آتا کہ آخر اتنی تیری سے یہ سب کیا

ہو رہا ہے۔“

”خرافت والی بات اچھی لڑکی۔“

سوئیا نے ریگی کا بیان دھر لتے ہوئے اپنے باپ کے بیان کا لشنا د
بھی کوش گزار کر دیا۔

”تمہارا باپ نظرے میں ہے اچھی لڑکی۔ اور جاتی کا دماغ یعنی خراب

پوکیا ہے۔“

”لیکن۔ آخر تم نے ریل کیوں واپس کر دی؟“

”جانے دو۔ سمجھے اس کی پرداہ نہیں۔ میں تم لوگوں کا خیر انہیں ہوں۔“

”تو پھر اپاٹھ پلبو۔ تھوڑی دیر بعد انہی را پیسیل جاتے گا“
”ٹوٹی کی بیچ سراہبے کہ تم بیڈ والپس نہ جاؤ۔“

”ادھر ہے یہ کیسے ممکن ہے؟“

”اُسی طرح جیسے اس کامیں چھوڑ جائیں ملکی ہے“

”پاپا کو مسلم ہو کر تو وہ ادھر دھر آئیں گے“

”آنے دے۔ آتی دیر میں ہم اکیں اور ہوں گے اور یہاں لیے نشانات
چھوڑ جائیں گے جیسے تمہیں پنج چھوٹے بھیرلوں نے چیر چاڑھ کیا ہو۔“

”تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟“

”ٹھیک کہ رہا ہوں۔ تمہارا باب ان لوگوں کے ساتھ مناسب نہیں
مسلم ہوتا۔ کم اس سل کا ایک فروزنہ پنج جاتے ہیں۔“

”کیوں دھڑک رہے ہو یجھے۔ میں والپس چادر گی؟“

”میرے ساتھ چلو۔“

”آخر کیوں چھوڑ جاؤ۔“

”کیا میں تمہیں پڑا آدمی لگا ہوں؟“

”اس سے کیا سوچ کر تم بُرے آدمی ہو یا نہیں۔ مجھے ہر حال اپس
مانا ہے۔“

”اچھا تو جاؤ۔“

”تم نہیں چلے گے میرے ساتھ چھوڑ جاؤ۔“

”مجھے چان دینی ہے کیا۔۔۔ ایک طرف بگی ہے اور دوسری طرف
اس کے دشمن اپنا سینڈوچ نہیں بنانا چاہتا۔“

پھر سوئیا کو وہ شکاری یاد آگیا جس سے کچھ دیر پہلے ان کی حالت کی

تھی۔ اس کا ذکر نہیں ہی عران نے ریڈی میڈیک اپ نکالا اور تاک پر
بھاتا ہوا بوللا۔ ”یہ لوٹکاری بھی حاضر ہے۔“

”اوہ... تم آخر ہو کیا چیز ہے؟“

”انتہ جاسوں ناول پڑھتے ہیں۔ میں نے...“

”یقین تھیں آنکہ تم دستی ہو۔۔۔ جو ظفر آتے ہو۔“

”اچھا... یہاں سے کھسک پللو۔۔۔ تھوڑی دیر بعد تمہیں یہاں
کیا نیا ذرا مرد کھا دیا گا۔“

”کہاں چل دے گے ہے؟“

”اس تو دے کے پیچے۔ عران نے بایس بانٹے باختہ اٹھا کر کہا۔“

”ایسی آرام دہ قیام گاہ تلاش کی جسے کتم خوش ہو جاؤ گی۔“

”میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم کرنکیا چاہتے ہو۔“

”عران نے اس کا بازاں دیکھ کر اُسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ جو کچھ بھی

کر رہا ہوں اس میں تم لوگوں کا فائدہ ہی ہے نقصان نہیں۔“

کچھ دیر بعد وہ ایک قاریں داخل ہوئے تھے۔ سوئیا بولی ”یکی یہ فرمی

ہے کہ دوسروں کو اس غار کا علم نہ ہو۔“

”بھیرلوں سے خالی کر لیا ہے۔ یہ دیکھو!“ وہ مارچ رہشن کرتا

ہوا بوللا۔ دوسردہ بھیرلوں پر دشی پڑی تھی۔

”میں کہتی ہوں تم نے اُسے ریلیں لیوں لے جاتے دی۔“

”جب بڑی اُسے ڈولپ کرتے بیٹھے کا تو مڑھ آ جاتے گا۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”بعد میں سمجھا دوں گا۔ تم یہیں ٹھہر دے۔ میں ان دونوں بھیرلوں

کو دیں پہنچ کا تو جہا تم نے مجھے پڑا ویکھا تھا۔“
”اُس سے کیا ہو گا۔؟“

”دیکا تم سمجھتی ہو تو قی دلپیں نہیں آتے گا۔ تمہارے رک جانے کی بنا پر
وہ سمجھی درستہ آئیں گے۔“

”پتہ نہیں۔ کیا ہے تمہارے دل میں؟“ وہ لبریل مالنے کے کربولی۔

”وہ دلوں بیٹھ لوں کو گھیٹتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ سونیا انہیں سے میں
دم بخوب کھڑی رہی۔ جیب می فرچاروں طرف پھیل ہوئی تھی۔ جس سے
اس کا دم گھٹت رہا تھا۔ قهوٹی ویر سید اس نے فار کے دامنے پر آہرستہ
”کون ہے؟“ اس نتیجی کردا کر کے پوچھا۔

”میرے ملا داد اور کون ہو گا۔“ عران کی آواز آتی۔ ”مشروں میں روشنی
کئے دیتا ہوں اور ہر کو کامی انتظام کر دوں گا۔ میرے پاس خوشبووار و حدویں
والی جڑی بولیاں ہیں ہیں۔“

”جو کچھ کرتا ہے جلدی کرو۔ میرا دم گھٹت رہا ہے۔“
بپ سے پہنچے عران نے ایک ہوم بجی روشن کی تھی۔ پھر خوشبو میں
سلکا نے گا تھا۔ مدسم سی روشنی میں سونیا کو دہان خاصا سامان افریزا۔ ایک
ایک اسکو دیکھ لیں کچھ برتن اور عینہ ظکی ہوئی غذا کے کچھ دیے ایک طرف کیک بتر
بھی ٹھا ہوا تھا۔

”کیا یہاں تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟“ سونیا نے پوچھا۔
”نہیں تو۔۔۔ یہ سارا سامان میرا رہی ہے۔“

”میں ہمیں کچھ سمجھ کر آخر تھی۔ سب کچھ کیوں کر رہے ہو۔“
”خانہ بدوشی کا لطف ہی الماحانے کے لئے تو یہاں آ رہوں تمہارے ہوں۔“

میں نہیں کہہ لے می تھا۔ آخر مان تو بی بی سے لانا پڑتا۔ لہذا اپنے ہوں
میں قیام کو ایک طرح کا پڑا سمجھ دو۔ میں یہاں کتنی دنوں سے ہوں۔ آخر
اتفاقاً پچھے بھرپور تھے بھی یہاں گھس آتے تھے۔“

”تم مرد کوئی عنی طکی جاؤں ہو۔“

”مقاؤ نہیں لیکن اب بنا ہی پڑے گا۔ ریگی اور اس کے ساتھیوں کے
تیندر مجھے اچھے تینیں معلوم ہوتے۔“

”یعنی وہ بھی یا لآخر دن بھی ہی پر اترائیں گے۔“

”ہاں۔ میرا ہمیں خیال ہے۔۔۔ ذرا دہ ریل تو خدائی ہونے دو۔“

”آخر وہ کس طرح مناخ ہو گی۔“

”بیسہری سیو شی میں دالی جاتے گی۔ پیک سے میں اٹھے گی۔ ایسی
ہی کارروائی کر دی گئی ہے اُس کے ساتھ۔“

”اس کا مقصد۔۔۔“

”ریگی اور اس کے ساتھیوں کے لئے چیلنج۔۔۔ انہوں نے میری توہین
کی ہے۔“

”وقت میں تریل کو دیکھنے بیغیر شناخت کیوں کر دینا چاہا ہے۔“

”میں تو اس کے پیز میوں بھی لکال چکا ہوں۔“

”چھے بھی دکھاو۔۔۔“ وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

”روشنی ناکافی ہے۔“

”تم نے یہ پرست کب اور کہاں بناتے ہے۔“

”ٹوپی کے ڈارک روم میں۔۔۔ جب تم لوگ بھی تلاش کرتے
پھر ہے تھے۔۔۔ میں ٹوپی کے ڈارک روم میں کام کر رہا تھا۔“

”اگر اس وقت کوئی اُدھر بھی گھوم جاتا تو۔ چہ“
 ”اپنی سڑاک پہنچتا۔“ عمران سر ہلاکر بولتا۔ ”اچھا تم یہ بتاؤ۔ ان اطراف
 کے بارے میں تمہاری معلومات کیسی ہیں؟“
 ”شادِ لدنی سے زیادہ معلومات رحمتی ہوں۔ پہنچنے سے آب تک
 انہیں برف پوش پہاڑوں میں دور قی پھری ہوں۔“
 ”ٹھیک ہے۔ شادِ بھجے تمہاری مدد کی ضرورت ہو۔“
 ”آخر بات کیا ہے؟“
 ”تم نے شادِ کسی ملکیت نمبر پارہ کا ذکر کیا تھا۔ ذکلو گرافی کے سامنے
 میں ہی۔“

”ہاں... آن۔ اے۔“
 ”یہ ملکیت جمنی جاسوسوں نے پھیلی چنگ میں اختیار کی تھی۔ کسی قسم
 کے محلوں سے انسانی جمیون پر لکھا کر تھے تھے اور وہ لمحاتی غائب ہو
 جاتی تھی۔ پھر درسے کی محلوں کے ذریعے اسے دوبارہ اچاگر کے خالص
 قسم کے کیمرے سے تصویریں لی جاتی ہیں۔ محلوں نیز ایک کی لکھاتی سالما
 سال تک انسانی جسم پر موجود رہتی ہے۔ اس وقت تک صائم نہیں
 ہوتی تھی جب تک محل تیار و کے ذریعے تصویریں نہیں آواری جاتیں۔“

”تمہاری معلومات بہت دسیع ہیں۔“
 ”میں نے اس سے متعلق جھاپٹ ٹائچٹ میں ایک صفت میں پہنچنے پر حاصل تھا۔“
 ”محضے تو اب تم سے بھی خوف معلوم ہوتے لگاتے ہے۔“
 ”ذرا میری طرف دیکھ کر کتنا۔“
 ”پنج کرتی ہوں۔“ وہ نر و دستی ہنسی تھی۔

”اچھا۔ اب آدمیں۔ شام دو لوگ پہنچنے ہی دلے ہوں گے۔“
 ”لگ... کون ہے؟“
 ”تمہاری تلاش میں آتے والے۔“
 ”اوہاں ہے۔“ وہ چونکہ پڑھنی تھی۔
 ”اوہ تینیں دہاں نہ پا کر ان کا رد عمل دیکھنا ہے مجھے۔ اور تینیں یہ دکھانا
 ہے کہ وہ لوگ کس صورت کم لوگوں کے درست ہیں۔“
 ”خداد جانتے تھے کیا کہہ رہتے ہو۔ میری بھی نہیں آتا۔ کبھی
 اول دریے کے بیوقوف معلوم ہوتے ہو۔ اور کبھی بھی عقلمند۔ اگر مجھے لکھنا
 آتا ہوتا تو تم پر ایک کتاب لکھتی۔ اور اس کا نام رسمی مخصوص درندہ۔“
 ”ایک ہی سال میں لکھنے یا تین کر جاتی ہو۔ چلو میرے ساتھیں اس
 وقت خود کو سڑاک ہونگے جو سوں کر رہا ہوں۔ میرا مرد پڑھ پڑتے نہ کرو۔“
 ”اب کہاں ملپوں ہے؟“ وہ کہا۔
 ”ایک چنگ چھپ کر دیکھنے گے تینیں تلاش کرنے والوں کو۔“
 ”وہ باہر نکلے اور مختلف قوتوں کی اڑیتیتے ہوئے ایسی چنگ اپنے جہاں سے
 وہ چکر صبات نظر آرہتی تھی۔ سو نیائے دوتوں مردہ بیٹھتے بھی دیکھے۔
 ”کب سکم یہاں کھڑے رہیں گے؟“ اس نے زرع ہو کر پوچھا۔
 ”میرے اندراز سے کے مطابق وہ لوگ اب پہنچنے ہی دلے ہوں گے۔“
 ”سنو۔ اب ہو مژدواری نہیں کر تھا۔ اب اندرازہ درست ہی نکل۔ ریگی کو
 میری یا بالکل پر داشت ہو گی سب سے پہلے وہ اس قلم کو ٹوپیوں کرنے کے
 پھر میں پڑھائے گا۔“
 ”ہرگز نہیں۔ میری عقل کھتی ہے۔ ٹوپی نے یہاں سے جا کر کہا ہو۔

کوں ایک جگہ بیو شپڑا ہوں اور سو نیا میری بھرائی کر رہی ہے۔ خود اس
نے یہی مناس بھیجا کہ سب سے پہلے یہی ان لوگوں سک پہنچا دے ॥
سو نیا نے اسے آٹھیں پھاٹکر دیکھا تھا اور بولی تھی "مجھے چہرہ تھے
کرت اتھے تھوڑے سے دقت میں اس کی فطرت سے پوری طرح واقع
ہو گئے ہو ॥"

"دیکھا کیمی برسی"۔ عِرَانْ بِكَلَادِ الْمَازِ مِنْ شَپَّارْ ۔
ایسی معمومیت سے باہمی کرماتے ہو جیسے ریکارڈ بج گیا ہو ॥
"اُدِ کیا... لیکن دنیا میری قد کسی بیٹھ کر سکے گی شکل ہی ایسی ہے یہ
"شکل تو بہت پیاری ہے تماری"۔ وہ اس کے گال میں پھیلے کر
بولی۔

"لوچ کمرٹ کی نہیں ہوتی"۔ عِرَانْ نے سسکی لے کر کہا۔
سو نیا بنس پڑی تھی۔

"بیٹھ کی بھاں میں بیٹھ رہی ہو تم"۔
پہلے سال ایک بیٹھ میرے پچھے پڑ گئی تھی۔ جنہوں جاؤ مجھے پچھے
چلی آ رہی ہے۔ جو دراں میں نے قضاں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا۔ پھر
تو ایسی غائب ہوئی ہے کہ آج تک نہیں دکھائی دی اور تم پچھے بیٹھ کر
ترہی ہو"۔

"اوہ مر۔ وہ دیکھو سو وہ آ رہے ہیں"۔
سات آدمیوں کی پارٹی دیکھتے ہی دیکھتے مردہ بیٹھ لوں کے قریب
پچھے لگی تھی۔ وہ ان کی آوازیں ہر آسانی سن سکتے تھے۔
"یہی وہ جگہ ہے... ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ٹونی کی آواز آئی۔

ٹھیک اسی وقت اس کے باپ نے اپنی "اسکی اگل اسکے" اس کی پشت
ر پر رسید کی تھی اور وہ اونٹھے منہ برق پھر پڑا تھا۔
سو نیا کو ہنگی آگئی۔ لیکن اس نے خیال رکھا تھا کہ آواز بلند نہ ہونے پائے۔
درستی طرف اس کا باپ پنج رہا تھا تیڑ جڑا دے تو نہ اسے تمنا پوٹا آتی ہیوں
تھا۔ اس نے درستی بارا استک اٹھا تھی لیکن ریگی بڑی پھر تی سے ان
کے درمیان میں آتا ہوا بلا لے۔ اس نے بیج عفنندی کا کام کیا۔ تھا۔ لیں
اندازے کی غلبی ہو گئی تھی کہ وہ کتنی دیر بیو شر بے کے گا ॥
"تم اپنی بیکار اس بیند کو"۔ اس کا باپ دماڑا۔ اگر سو نیا نے تو میں اسے
جان سے ارادوں گا اور اس مجھے اب تمہارے معاملات سے کوئی سروکار
نہیں۔ سب کچھ جائے ہجنم میں ॥"
"غصہ توکو دیمیرے دوست۔ اور نہتھے داغ سے اُسے تلاش کرنے
کی کوشش کرو"۔

ٹونی اٹھ گیا تھا لیکن باپ کی استک کی پنج سے دور جا کر ہوا تھا۔
شرمندگی نے اس کی زبان ہی مٹد کر دی تھی۔
"اُب مجھے کیا کرتا چاہیے"۔ سو نیا محض نظر با انداز میں بولی۔ پاپا پنج
جس اُسے بہت اڑیں گے... اسولہاں کر دیں گے ॥
"اچھلے ہو تو طریقہ بہت مرا تو طیبی ہی چاہیے اُسے آخر خزانے
میں حصہ بھی تو بٹائے گانا" ॥

"بڑے بیدردہ ہو تم۔ میں تو جاہر ہی ہوں"۔
"بیہو... عِرَانْ... اس کا بازو پکڑ کر بولا یہ لوں... نہیں۔
جانہتی ہے تو بیو شر ہو کر جاؤ۔ تاکہ انہیں میراث پتہ بتا سکو" ॥

”توم مچھ بیوشن کر دے گے۔“

”ہرگز نہیں۔ تقم خود ہی بیوشن بن جانا اور ہوش میں آنے کے بعد انہیں بتاتا کہ میری نتے تمہاری کنپٹی پر ایک زوردار گلوٹسہ رسیڈ کر دیا اس کے بعد کھلے حالات نما تمیں علم نہیں۔“

”میں یہیک ہے... لیکن تم جاؤ گے کہاں ہے؟“

”میری بخوبی کر دے۔ کسی وقت بھی تم لوگوں سے زیادہ دور تر رہوں گا۔“

”اچھی بات ہے۔ تو میں ہوتی بیوشن ہو۔“

”یہاں نہیں! دوسرا جگہ۔ آدمیر سے ساتھ۔ الی جگہ ہونی چاہئے کہ تمیں زیادہ دیر تک برت پڑا رہتا پڑے۔ جلد ہی ان کی لفڑی پڑھائے۔“

”ذرا ذرا سی بات کا خال رکھتے ہو۔“ اس نے پھر اس کے گال میں چھلی لی۔

”اب میں یعنی ٹوٹوں گا۔ میں۔“

ایک مناسب جگہ پر دیوشن ہو گئی تھی۔ اور ان کی ٹاف کمک گیا تھا۔

”ارے... اور صدیکوں۔“ دفعتہ اس نے کسی کی آواز سننی اور پھر سب اس کے قریب آپنے تھے۔

”دکھو! اکہیں چڑھتے تو نہیں آئی۔“ اس کے بات کی آواز آئی اور پھر وہ اُسے اٹھانے ہی والے تھے کہ اس نے کاہ کروٹا۔

”سونی... سونی۔“! بات مشغول رہا اندازیں اُس پر چک کٹا۔

”آدا نہیں نہ دو... خاموشی سے ہوش میں آنے دو!“ ریگی بولا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ اٹھنے لگی اور سیران بیران آنکھوں سے چاروں ہزار دینگے لگی تھی۔

ریگی نے فراہی عربان سے متعلق پوچھ کچھ شروع کر دی۔ گورشید اسے قرآن و فطروں سے گھوڑ کر دیا۔ کچھ بولا تھا۔

”ہوش میں آتے ہی اس نے اپنی جیزوں کا جائزہ لیا تھا۔“ سوتیا بولی۔ ”اور مجھ سے کہا تھا کہ اس کی ہوتی چیز غائب ہو گئی ہے جیسا کچھ ٹوٹی کا نام لینا پڑا کہہ بھی یہاں موجود قابض اس نے اٹھ کر میری بیان کنپٹی پر ایک ٹاٹھر رسید کر دیا۔ پھر میں نہیں جانتی کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا۔“

”تمیں ٹوٹی کا نام نہیں لینا چاہیے تھا۔“ ریگی نے عصیل اداز میں کہا اور گورشید

بول پڑا۔ اسے اتم اس سے اس پنجھ میں گھنٹکوڑ کر دی۔

”خاموش رہو۔!“ ریگی عربان۔ اس کے تیور بہت خراب تھے۔ لیکن

پھر اس نے بات نہیں پڑھائی تھی۔ والی خاموشی ہی سے ہوتی تھی۔

”ہوٹل پنجھرگی تھے ٹوٹی سے کہا تھا۔“ مجھے اپنے ڈارک روڈ میں لے

”پللو۔!“

”تم یہیں ٹھہر وے۔“ سوتیا جلدی سے بول پڑی۔

”اگلے... کیوں۔ چٹک لیا۔“

”تم سے مزدوری باتیں کرفی ہیں مٹریکی جانتے ہیں کڑا کر دم کہاں ہے۔“

”ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ تمہاری مزدورت نہیں لگتی۔“ اس کا ٹھہر گیا۔

”میں اکرام کرنا چاہتی ہوں۔“ سوتیا نے گورشید کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اُن تم اپنے کمرے میں جاؤ۔“

اد را جانت لے کر دوبارہ اندر آؤ۔
 ”چلو۔!“ وہ اپنے بغلی ہول کو تھکی دے کر غراہیا۔
 ”کہاں ملیں ہے“ سوینا بھینھلا کر بولی۔
 ”اپنے پیٹا کے کمرے میں“
 ”چلو۔!“ سوینا نے ٹوپی کی طرف دیکھ کر کہا۔
 باپ کے کمرے میں رگی اپنے ساتھیوں سیست موجود تھا اور باپ کے
 چڑے پر شیدیہ ترین الجھی کے نثار تھے۔ اس نے ان دونوں کو عنقر بارز
 انہیں دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ رگی ٹوپی کو گھورے چارہ تھا۔
 ”تیک وگ میرے ساقوں کیں قسم کا کھیل کھیل سہے ہو۔“ اس نے بالآخر کہا
 ”کیا کھیل ہے“ ٹوپی کے لمحے میں حیرت تھی۔
 ”وہ میں کسی تھی ہے“
 ”کیا مطلب ہے کیا وہ بھی جعلی تھی ہے“
 ”تھیں ابھی تو وہی ریل مجھے لیتیں ہے لیکن جس طرح متاثر ہو گئی۔
 اس کا تصور بھی نہیں کیا جاتا۔“
 ”میں نہیں سمجھتا۔“ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔
 ”جیسے ہی سیلوشن میں ڈالا یہ کس سے شعلہ بن کر شائع ہو گئی ہے۔
 ”نمکن۔!“ دفعتاً گلر شید پر ٹھنڈ کردا ہوا۔ اس طرح تم مجھے الگ
 کر دینا چاہتے ہو۔“
 ”ہوش کے ناخن لوگوں شیو۔“
 ”میں ٹھیک کہ رہا ہوں۔ میں پر تقدیر کرنے کے بعد تمہاری نیت
 میں نور آگیا ہے۔“

سوینا نے ٹوپی کو بھی ساتھی ہی چلنے کا اشارہ کیا تھا اور کمرے میں پہنچ کر
 اسے ہونخوار نظر و نہ سے گھوٹا شروع کر دیا تھا۔
 ”تم اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو یہ“ ٹوپی نے پھر اپنی آواز میں
 پوچھا۔
 ”تم سے بھر جاتت سرزد ہوئی تھی۔ اب اس کا نیچہ بھگتے کے لئے تیار
 رہو۔“
 ”میں ان کا اعتماد حاصل کرنا چاہتا تھا۔“
 ”جیک ہے۔ اب تم دیکھو گے۔ چلو پاپا کے کمرے میں چل۔ اب وہ یہ تو
 زیادہ خطرے میں ہیں۔“
 ”وہ دلنشگ ہاں میں ہیں۔“
 ”ابھی جو کچھ ہبکا دیں ہو گا۔“
 ”وکی ہو گا ہے۔“
 ”ارگی کی دارک روم میں ہے نا۔..“
 ”ہاں۔.. تو پیر۔!“
 ”جب وہاں سے برآمد ہو گا تو۔..“
 ”وہ جملہ پڑا نہیں کر سکی تھی۔.. کوئی دروازے کو دھکا دے کر اندر
 گھسنے آیا تھا۔
 ”یہ کیا بیوڈگی ہے۔“ ٹوپی اچھل پڑا۔ اس طرح آنے والے بگی کے
 ساتھیوں میں سے تھا۔
 ”چلو۔ باس نے تم دونوں کو طلب کیا ہے۔“
 ”وہ تمہارا باس ہو گا۔ ہمارا نہیں ہے۔ تم فراخمرے سے سکل جاذار

رگی اسے خونخوار نظر دی سے گھوڑ کر رہ گیا۔ اس کے چاروں ساقیوں
کے تیور علی اچھے نہیں تھے۔ قتوڑی دیر پیدا اس نے کہا "اس طرح تو میں
بھی کہہ سکتا ہوں کہ تم نے بھی اس اینہی کی مدد سے یہی پر قیمت کر لیا ہے
اور تمہیں کافی دینا چاہتے ہو۔ مناتھ ہونے والی یہی وہ نہیں تھی جو میرے
کیمپ سے چھافی گئی تھی"

گورشیو تھوڑا نکل کر رہ گیا۔ لا جواب ہو گیا تھا۔ سو نیا پسپا کیا یاد راز
محوس کر کے تھا سے بولی "تم سب جاؤ جنمیں۔ نکل جاؤ جما سے ہو گیں
سے ہم نہیں جانتے کہ تم کون ہو۔ اور اگر تم نے جھکڑا کرنے کی کوشش
کی تو پولیس تم سے بیٹھ لے گی"

"ٹھیک ہے!" رگی بُرا سامنہ بنا کر بولا۔ "ہم چلے جائیں گے لیکن تم
لوگ اسی وقت تک محفوظ ہو جب تک ہم یہاں ہیں۔ یہ مت ہو لو کہ کچھ دن
باہر بھی تاک میں ہیں تھم نہیں تو جھیٹوں تو جھیٹوں کی طرح مسل کر کر دیتے جاؤ گے"
سو نیا کے نوہن کو جھیٹکا سالگا تھا۔ بات تو ٹھیک ہی تھی۔ وہ چلے جاتے
تھے۔ سر پر سوار ہو جاتے جھٹوں نے اس کے باپ کو گھبرا تھا۔

"حالات خراب کرنے سے کیا فائدہ مٹڑی بھی ہے" دفتار وہ سینھا لال کے کر
نہم بھیجیں بولی۔ "اگر ہم اسی طرح ایک دوسرے پر شہد کرتے رہے تو دونوں
ہی مار لئے جائیں گے"

"اب تم نے عقلمندی کی بیات کی ہے؟" رگی سکرایا۔
"مجھے تسلیم ہے کہ ہم دھوکہ بھی کھا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس وقت وہ
تیس اسی لئے اس مال میں ملا ہو کہ ہم پر ایک غلطیہ میں شامل کر کے پر یوقوت
بن جائیں یا"

"واتھی تم ان دونوں سے تریا دھ عکلند بھو۔ لئدا اب یہ بھی بتا دو کروہ
کہاں چھپا ہوا ہے؟"
"میں نہیں جانتی یہ وہ اُسے گھورتی ہوئی ہوں۔"
"لڑکی تم لجھے پر یوقوت نہیں بنا سکتیں"
"مٹڑی بھی۔!" سوتیا کے لجھے میں اجتاج تھا۔
"تمہاری بیوی مشی خشن درامہ قاتم اس سے مل بھی قیس۔ بتا دوہ
کہاں چھپا ہوا ہے؟"
"یہ بھا اس سے ہے"

"اچھا تو تم لوگ شروع کر دو اپنا کام یا رگی نے اپنے ساقیوں کو
خناطیں لیا۔ وہ چاروں اُس کے باپ اور جانی پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں
چکھاڑا اور اُن کے سینتوں پر سوار ہو کر چاؤ جھوٹنے لگے۔
دونوں کی گرفتاری کاٹ دی جائیں گی" رگی سوتیا کو گھوڑا ہوا غاریبا۔
"نن۔ نہیں۔!" وہ روہاںی ہو کر تھی۔

"ٹھہر۔!" دفعہ بیان جاتے سے غراہٹ سنائی دی۔ وہ سب
بکھار کر اڈھر متوجہ ہو گئے۔ ایک الماری کا دو داڑھ کھلا تھا اور اکابر
خونداک شکل والا آدمی اُس میں سے برآمدہ ہو کر اُن کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔
اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریا اور کاروڑ رگی کی گھوڑی کی ٹوڑتھا۔
"ان دونوں کو چھوڑ کر ہٹ جاؤ اور اپنے چاؤ فرس پر ڈال دو۔"
اس نے خونخوار لجھے میں کہا۔

سو نیا نے اُسے بچاں لیا تھا۔ یہ وہی شکاری تھا جس نے اسکی اگ
کے دران میں نامعلوم آدمیوں کے خلاف ان کی مدد کی تھی۔

ریگی کے ساتھیوں نے بے چون وچرا اس کے حکم کی تیل کرتے ہوتے
پا تو ریش پر ڈال دیتے۔
”اب تم ان سمجھوں کے ماتھ پشت پر پاندھ دو۔“ شکاری نے ٹوپی سے
کہا۔

”نہیں... نہیں۔“ گور شیو جلدی سے بولا۔ ”میں نہیں جانتا کہ تم
کون ہو میرے دستوں کے ساتھ برا برا مت کرو۔“
”گور شیو! اتم بکھار سکرہے ہو تو یہ ریگی بولا۔“ اگر تم اسے نہیں جانتے تو
پھر اس کمرے میں اس کا کیا کام یا۔
”میں ار بکھ پر بخ سکتا ہوں۔“ شکاری نے مرد بیچ میں کہا۔ ”لکھ الموت“
نام ہے۔ ٹوپی میں نے تم سے کہا تھا کہ پانچوں کے ماتھ پشت پر پاندھ
دو۔“

”نہیں ٹوپی۔ یہ ناٹک ہے۔“ گور شیو پھر بولا۔
”لٹک۔“ شکاری نے سوئیا سے کہا۔ ”بولڑھے کو یہاں سے لے
جاو۔ درست پہنچ اسے ہی گولی مار دوں گا۔“
”پاپا۔ باہر پلو۔“ سوئیا اسے در دوازے کی طرف دھکی ہوئی
بول۔

”دو... دیکھو۔“
”چل دوڑتے میں اپنے کپڑے پیر چھاڑ کر باہر نکل جاؤں گی۔“
وہ گور شیو کو کمرے سے مکمال لائی۔
”یہ قم کیا کر رہی ہو۔ پتا نہیں وہ کون ہے۔“ گور شیو مردہ سی آواز
میں بولا۔

”دوسٹ ہی ہے تم تیکر کرو۔ پلور میرے کمرے میں۔“
”فلادندا کمن صیبیت میں پڑ گیا ہوں۔“
”خنانے آسانی سے نہیں مل جاتے۔ میں نے ان کے بانے میں کتنی
نادل پڑھے ہیں۔“

”وہ اسے اپنے کمرے میں لائی تھی اور آرام کر سی پر بیٹھا تی ہوئی بولی
تھی۔“ تم اب بالکل بے نکر ہو جاؤ۔ مجب ٹھیک ہو جاتے گا۔“
”ٹوپی۔ اُن میں تمہارہ گلیا ہے۔ مجھے جانتے دو۔“
”الماری سے بے ارادہ ہونے والا سب کو سنبھال لے گا۔“
”آخر دھر ہے کون یہ۔“
”میں نہیں جانتی۔ لیکن کچھ دیر پہنچے ہی وہ ہماری جانیں بچا پچکا ہے
کیا توپی نے تمہیں اس سے متعلق کچھ نہیں بتایا۔“
”نہیں۔“

سوئیا نے اُسے خوفناک شکل والے شکاری کی کہانی شاٹے ہوتے
کہا۔ ”وہ کوئی بھی ہو۔ ہمارا چمدڑ دھے ہے۔“
”آج کل ہمارے ہمدردوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ عربان بھی میا
ہمدرد ہو گا۔“

سوئیا کچھ نہ بولی۔ اُسے لفین تھا کہ کچھ نہ کچھ ہو گرہے گا۔ اُسے جیت
تھی کہ عمر ان ہوشیں میں کہ اور اسکی طرح داخل ہوا۔ شاہزادی نے بھی اُسے
نہیں دیکھا تھا۔ دیکھتا تو خاصا ہنگامہ میں پا ہو جاتا تھا کیونکہ ریگی اور اس کے
سامنی دوسرے مسازوں سے بہت نیاز دیا پوچھ کچھ کر کچھ کھٹھٹھے اور جنون
نے عربان کو دیکھا بھی نہیں تھا اُنہیں بھی اس کا ملیدہ ازیر ہو گیا تھا۔

تحوڑی دیر بج کسی نے دروازے پر دستگار دی۔

”آجاوے۔“ سونیا نے اوپر آواز میں کہا اور درمرے ہی لمحے میں ٹوٹی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اُس کے چہرے سے خوشی پھوٹنے پر بھی تھی۔ ”ارے... وہ تو عران ہی ہے۔ ان کے درمیان عرمن میں گفتگو ہوئی تھی اور اس نے کہا۔

”کیا مطلب ہے؟“ سونیا بکھلا کر کھڑکی ہو گئی۔ ”اب وہ بھی ہم میں شامل ہو گیا ہے۔“ شرکی گی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے ساتھی یعنی خوش ہیں اور عران کے بعد سب سے کلیات کے مترف ہو گئے ہیں۔“

”یہ عران آخر ہے کیا بللا۔“ گورشیو جھنجھلا کر بللا۔

”اب اُس نے اپنے بارے میں سچی بات بتا دی۔ وہ ایسی کہا اکارہ ہے۔“ ”لیکن ہم سے کیا سروکار؟“

”وہ بھی خدا نے میں حصہ بنانا چاہتا ہے۔“

”یہ ناممکن ہے۔“ گورشیو پیر پیش کر بللا۔

”تمہارے کئے سے کیا ہوتا ہے...“ ریگی اسے تسلیم کر چکا ہے۔ ”میں یہ ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔“ گورشیو اٹھتا ہوا بللا۔“ وہ کہا ہے؟“

”تمہارے ہی کمرے میں۔“

”یہ عران کو پولیس کے حوالے کر دوں گا۔“

”تم ایسا لگ رہتے ہیں کہ سکتے پایا۔“ سونیا کسی تدریجی رشت پیچھے بولی۔

”بکراس مت کرو اڑکی درتہ زبان کھینچ لوں گا یہ گورشیو دھڑا۔“

ٹوٹی نے آنکھ مار کر سونیا کو فامووش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔
گورشیو دندناتا ہوا تمہرے سے نکل گیا۔

”لیکن یہ ہوا کیسے؟“ سونیا نے آہت سے لمحہ تھی۔

”مجھے عرمن نہیں آتی۔ اُن کے درمیان عرمن میں گفتگو ہوئی تھی اور ریگی بیج خوش نظر آنے لگا تھا۔“

”خدا جانتے کیا ہو رہا ہے۔ میرا تو سچے لئے لگا ہے۔“
”مجھے ڈر ہے کہ کہیں پا پھر گرد پڑتے کر دیں۔“

”تم ہبہ بیتاب ہو خزانے کے لئے۔“

”کون نہیں مرتقاً مفت کی دولت کے لئے؟“

”یہ نہیں مفت کی دولت لگ رہی ہے۔ اتنی پیشایاں اٹھانے کے باوجود بھی۔“

”مفت ہی کی سمجھو۔ کل ساہیں اس کے وجود سے یعنی آگاہ نہیں تھا۔“

”تباہی آتے دالی ہم پر۔“

”دفعتاً گورشیو پھر کمرے میں داخل ہوا۔

”وہاں تو نہیں ہیں۔“ اُس نے ناخوشگوار بھی میں کہا۔

”تو پھر ڈیونگ کھل میں ہوں گے۔“

”ہوٹل ہی میں نہیں ہیں۔“

”ٹوٹی دم بخود رہ گی۔“ سونیا ہیرت سے اُسے دیکھے چاہئی تھی گورشیو

بڑپڑائے لگا۔ ”شامد وہ مجھے نظر انداز کر دیتا چاہتا ہے ہیں۔“

”خدا کرے ایسا ہی ہوا۔“ سونیا تھرے سے بولی۔

"پسچ تیج تھی پڑ مار دوں گا"

ٹوپی ان کے درمیان آتا ہوا بولا۔ "فضلول ہے۔ بات بڑھاتے سے
کیا فائدہ ہے؟"

"سوال تو یہ ہے کہ وہ گے کیا؟"

"جمنیں میں ہے۔ سوتیا غرائی۔" عمران انہیں جنم رسید کر دے گا۔
دفعہ کیسی نے دروازہ کو دھکا دیا اور پہنچ پڑے۔ عمران سامنے
کھڑا افظ آئیا۔

"ای آگر تم میڈن زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ نکل چلو۔"

"گگ... کیا مطلب ہے؟" سوتیا ہسکا۔

"تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ ہوٹل کی سیٹر ملازم کے حوالے
کردا اور میرے ساتھ نکل چلو۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو۔" تھوڑا شدید دھڑا۔

"تم تو میڈن ساتھ ہے۔" عمران نے سوتیا سے کہا۔ انہیں مرنے دو۔
"ہاں میں چلوں گی۔" سوتیا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

"محبے کوئی خیں روک سکتا۔ اپنی مرضی کی ماں کب ہوں۔"

"اسکی آگ کا سامان ساتھ لے چلو۔"

"سوتیا۔" باپ دھڑا۔ "ٹوپی اسے رکو۔"

"میں بھی ان کے ساتھ جا رہا ہوں۔" ٹوپی بولا۔

"جاو۔ جاو۔ سب چاہو جنم میں۔" وہ دھڑاتا ہوا آگے بڑھا۔
ہی تھا کہ عمران کا تھا اُس کی دامنی پڑی پر پسا اور وہ لذکر اتا ہوا میڈن

ہو گیا۔

"اے اے اے۔" دونوں کی زبانوں سے سیک وقت نکلا تھا۔
"لبیں خاموش ہے۔" عمران ماتھ اٹھا کر بولا۔ "چلنکو عقیقی دروازے سے
ہوٹل کوئی اٹھانا نہ چاہتے گا۔ تینوں کے لئے اسکی آگ کا سامان یا
پھر اس نے چک کر بیویو شش گور شو کو اٹھایا تھا اور کافی سے پڑوال
لیا تھا۔ ہوٹل کا عقیقی حصہ دیران تھا۔ اسٹور سے اسکی آگ کا اور دروازہ
منزدروی سامان نکال کر اکیل سیچ پر بار کر دیا گیا۔ بیویو شش گور شو کو جیسی بھی ہی
پڑوال بخوبی کیا۔ پھر ان تینوں نے اسکی آگ کے استحکام سنبھالی تھیں اور بخود
ہی سیکھی میں جلت گئے تھے۔ عمران اس قلندر کو یہی ہاؤسی غار کی طرف
لے گیا تھا۔ لیکن وہ دم سادھے سیچ پر پڑا ہی رہا تھا۔

غار میں داخل ہوتے وقت اس کے ہونٹ سختی سے بینچے ہوتے
ہوتے تھے۔ عمران نے اندر پیچ بخوبی موہم بیان روشن کر دیں۔ پھر گور شو
کے سامنے با تھا باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور بڑے ادب سے بولا۔ "پاپا کو شو
میں اپنی جمارت پر معافی کا خاشکار ہوں لیکن یہ پیغمدوزدی تھا اور
ابھی میرے دلائل تھیں مطمئن کر دیں گے۔

"خاموش رہو۔ میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ تم نے میرے بچوں کو مجھی
چوپھ سے برگشتہ کر دیا ہے جنیت آدمی۔"

"میں گایاں یہی برداشت کر لوں گا۔ لیکن میرے دلائل..."

اس پر "دلائل" کوئی ایک گندی سی گالی دی گئی تھی اور ٹوپی میڈن پر
کرپے ادازہ بہنچتے گا تھا۔ سوتیا نے اُسے گور کر دیکھا لیکن کچھ بولی نہیں۔

"اگر کل میں نہ ہوتا تو تم کل ہی ختم کر دیتے گئے ہوتے۔" عمران بنے

ہاتھ ہلاکر کہا۔ سب خاموش رہئے عمران بولا۔ آخر دہ تہیں دشمنوں کے
حملے کر کے خود بھاگ یکوں گیا تھا۔ آخر اس نے اعتراض کر ہی لیا تاکہ
دونوں سیاح بھی اسی کے ساتھی تھے۔ پاپا گورشید۔ فلم ڈیلپ کر لینے کے
بعد تو وہ تہیں کسی طرح بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ وہ تہیں اسی لئے چھوڑ بھاگا
تھا کہ تم درمذہ کے ہاتھوں ٹھکانے لگادیتے جاؤ۔ ”
”سکا... کیوں؟“

”اس لئے کہ وہ تمہاری پشت سے نقشے حاصل کر کھا تھا اور مجھے سو
فیصلیں ہے کہمے ابی سینیا کے مخاذ پر وہ خزانہ اپنی آنکھوں سے
نہیں دیکھتا۔“

”یہ درست ہے۔“

”تم نے صرف اس کی کہانی سنی تھی۔ وہ بھی ابی سینیا میں نہیں بلکہ انہیں
والپس آکر سنی ہو گی یعنی گورشید کو چھوڑ بولوا۔“

”لیں اب مجھے کہانی سنادو۔ دیے اس پر لینی ہے کہ وہ آرٹسٹ
دوسرا تمہارے ساتھ مخاذ ہی پر رہا تو گا۔“

”ماں ہاں۔ تم تھیک کر رہے ہو یعنی گورشید کو ٹھپٹی ٹھہرھنے کی تھی۔“

”آپ مجھے بتلے کہ خزانے والی کہانی تم نے کب سنی تھی؟“

”اُسی رات کو جب آرٹسٹ تیری پشت پر نقش بناتے تھے یا
عمران نے مسکرا کر ٹوٹی اور سوئیا کی طرف دیکھا۔ وہ دم بخوبی کھڑے تھے۔“

گورشید کتاب رہا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا تھا کہ کوئی موقع پر کوئی سیاٹی یا پیروز
کے کسی بڑے اجرا میں کسی کی طرف سے اشتہار شائع ہو کا جس کا ضمون یہ
ہو گا کہ اگر یہاں کا کوئی باشندہ بیکٹ نمبر بارہ کے متعلق کچھ جانتا ہو تو مجھے

لے۔ فائدے میں رہتے گا۔ اب تم شہر کے پتے پر پہنچ کر اُس سے مل لیا
و اتنی فائدے میں رہ گے۔“

”اور جب تم شہر کے پتے پر پہنچے تو گی سے ملاقات ہوتی ہے۔“
”یہی ہاتھ ہے۔“

”خوش قسمت ہو کر اس وقت یہاں بیٹھے ہو اور اسی لئے اب تک
زندہ ہو کر رہیں ہے پا کر کوئی قیمتی ہے۔“

”اب میں کچھ پچھے سمجھ رہا ہوں۔“ گورشید بھرتی ہوئی آوازیں بولا۔
”پچھے ہی سمجھ جائیں اگر سوئیا کو اصل و اتفاقات کا علم ہوتا۔ میری بھڑج
وہ بھی جاوی سوئی نادلوں کی رسیلے ہے۔“

”پس بھی بتاؤ۔ تم کون ہو رہے کے؟“

”آئٹریکا ایک ایسی اٹھ آرٹسٹ اور جاوی سوئی نادلوں کا شائق ہیک اپ
کا ماہر بھی سمجھ لو۔ اب ہم بھیں گے کہ ان نادلوں کی اصلیت کیا ہے۔“

”کس طرح دیکھو گے۔ یہی تو ضائق ہو گئی۔“

”پوری ٹیکوکے اولادیں میرے پاس موجود ہیں۔ پرست پناکر میں نے رہیں
یا لکل صاف کر دی تھی اور اس پر ایک ایسا مادہ لگادیا تھا کہ سیوشن میں
پڑھتے ہی بیک سے میل اٹھے۔“

”کمال کے آدمی ہو بھی۔ ۰۰۔ لیکن صورت سے یا لکل احمد گکھے ہو۔!“
”مقدار ہے۔“ عمران سافل کے کریلا۔ اسی لئے ابھی تک شادی نہیں
ہو سکی۔

”دل چھوٹا مامت کرو۔“ سوئیا بنس پڑی۔

”کون پوچھے کا مجھے۔“

وہ خانوشا شی سے درسی طرف دیکھنے لگی تھی اور ٹوپی پرستی انداز میں
سکرا یا تھا۔

”لکھن ایک کیا ہو گا؟“ گو روشنہ بولا۔

”نقشِ ترب کر کے تمہارے سامنے رکھ دوں گا۔ دراصل تصویری لکھنہوں
میں لی گئی ہیں نقش ایک ہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم ہی ان ٹکڑوں کو اس
طرح ترتیب دے سکو گے کہ نقشِ مکمل ہو جائے؟“

”لاونکا لو۔“ وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

”جلد ہی نہیں ہے۔ ابھی آرام کرو۔ میں فرما کافی کے لئے پانی باہل رہوں۔“

”جھبے بناؤ۔ میں کروں گی کام۔ اسکو کہاں ہے؟“

”وہاں۔ اُدھر! اس گوشے میں سی پچھو موجہ دہے۔“ عران نے ایک
ٹرت پا تھا اسکا کہا۔

”قریبی میلہ جاؤ۔ کھٹکے کیوں ہو؟“ گو روشنہ نے عران سے کہا۔ اور
جھبے بناؤ کر وہ پانچوں کہا گئے۔“

”وہیں ایک کمرے میں ہیووس پڑے ہوں گے۔“ میں نے بیگی کو لقین
دلا دیا تھا کہ میں اس کی ایسا شندہ ہوں اور اسکے قبضے میں
ہے۔ اس نے ریلی مجھ سے حاصل کر کے اس کی چکر پتا نہیں کیا چیز اس
حد تک پہنچادی جو اس طرح ضاتح ہو گئی۔“

”ہوش آئے پر وہ ہر ٹوکرے کو تباہ کر دیں گے۔“ گو روشنہ کپکپا تھی ہوتی آواز
میں بولا۔

”نکر کرو۔ میں ایسی واپس جاؤں گا۔ اور ان کے قریب رہ کر
ہر ٹوکرے کی حفاظت کروں گا۔“

”اوہ ہو۔ تو کیا ہم یہاں تمہارہ جاییں گے؟“ ٹوپی بولا۔

”زیادہ دیر کے لئے نہیں۔ ان پر ہر حال نظر کھتی ہے۔“ صرف اُن
پر بلکہ ان کے مخالفین پر بھی۔ اب تو ہم سیمیت تین پاریاں ہو گئی ہیں۔“
کافی پی کر عران چلا گیا تھا اور گور شیدو نے سرینا سے کہا تھا۔ ”کیا یہ
بچکوں کو ؟“

”قطیع محفوظ ہے۔ باہر سے غار کا دہانہ دکھانی نہیں دیتا۔“ ہم سلیمان
یہی اندر لے آتے ہیں اور باہر سے وہ سارے نشانات مٹا دیتے ہیں
جن کے ذریعے ہم تک رسائی ہو سکتی۔“

”بہت چالاک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آخر ہمارے لئے تھا
کچھ کیوں کر رہا ہے؟“

”ہمارے لئے نہیں خزانے کے لئے؟“ ٹوپی بولا۔

”پتہ نہیں حقیقتاً کون ہے؟“

”ذی اس پارٹی کا معلوم ہوتا ہے جس کے تین آدمی ہاڑکر برفت میں
دن کر دیتے ہتے۔“ اور دن بھی ہی کی پارٹی کا ہو سکتا ہے۔“ ٹوپی بولا۔

”کہا۔“

”جب وہ تمہارے ساتھ پاپکی تلاش میں گیا تھا تو اسے خزلہ
وغیرہ کا علم نہیں تھا۔“ سونیا بڑا سامنہ نہ کر بولی۔

"گیوں کیا رہی۔ چہ" گریشونے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"بڑی بڑھاوسی کے عالم میں ہوتی سے جاگے ہیں۔ غفرانہ نظر آتے
تھے۔ ہوش آنے پر ہم لوگوں کے باسے میں پوچھ پوچھ کی حقی اور پرسان
سینٹ کرنار ہو گئے تھے"۔

"آب کہاں میں ہے"

"دلاشا تو میں۔ رگی اور اس کے ساتھی تھدا دیں تو مدد ہیں اور۔
خالقین گیارہ عدد"۔

"گیا میں عدد دشمنوں سے نابقدر ہے۔ سویا طیل ساتی لے کر بولی۔

"میں ہزار بھی ہوں تو کیا ذلت پڑتا ہے۔ عران نے لایپ راٹی سے کہا۔

"میں اس نقشے کے لئے بے چین ہوں میرے دوست" گریشونے
اماز میں بولا۔

"یہ تو۔!" عaran نے کوٹ کی اندر ونی جیب سے اک لفاذ لکھا کر
اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک مومن تھی اخالا اور اُس کو شے کی طرف
چلے جاؤ۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔!"

سویا عران کے تریب آکھڑی ہوئی تھی۔ لفاظ اس کے دیوبند کو تو
عران نے اس طرح فراموش کر دیا تھا جیسے کبھی کی جان پچان بھی نہ ہو۔

"تم کہاں ہو آخر۔ چہ"

"میں ۰۰۰ میں ۰۰۰!" عaran چونکہ کربولا۔ "مجھے خود بھی نہیں معلوم"

"تھیں عزاد نہیں چاہتے۔ اس قتنے کو یہیں نہیں کر دو۔"

"اپ تو شکل ہے کہاں بہت آگے بلا۔ پچھی ہے۔"

"میں پا کو مجید کروں گی"۔
"کہاں ختم کئے بغیر تمہارے پا پاکی زندگی کی مہانت نہیں دی جائے گی"۔

"تیں کہتی ہوں پا پا بھی خزانے سے دستبردار ہو جائیں گے"۔
"اگر سچ چیج کوئی خراز ہو تو۔!

"پوچھ کیا ہو سکتا ہے؟"

"شد کا جانے۔۔۔ میں غیب داں نہیں ہوں۔ لیکن عقل یہی کہتی ہے کہ
وہ خزانے سے بھی بڑا کوئی پچھر ہے"۔

وتفاقاً سویا چونکہ کربولا۔ "اے وہ تو ان تصادیر کو جلاستے دے
سے ہیں وہ دیکھو۔!"

پسچ وحی گریشید اُن تصادیر کو اک ایک کرکے مومن تھی کی لئے کھا
رم تھا۔ عران نے لایپ راٹی سے شاہوں کو جبتش دی، لیکن سویا نیز تھی سے
اپنے بادپ کی طرف بڑھتی چل گئی۔ تو فی بھی بھپٹا تھا۔ لیکن عران نے
اپنی بیکر سے جبتش تک نہ کی۔

"یہ کیا کہ رہے ہو پاپا۔" وہ گریشونے کا شانہ بلا کر بولی۔

"وہی جو ایسے حالات میں کرنا چاہتے ہے"

"اے ان تصویری دل ہی کی دیج سے تو یہ در بدری ہوئی ہے۔"

"تم نہیں سمجھ سکتیں۔ میں نے پہت اچھا کیا ہے۔ کیوں عران تھاڑی
کیا رہتے ہے۔ میں نے لفڑتے ہی کو تھانخ کر دیا۔"

"لیکن تم اس دوسرے داں میں سادہ کافند پر کچھ لکھتے بھی تو رہے ہو۔"
عران بولا۔

"آن بخیں کملی رکھتے ہو۔" اُس نے مسکرا کر کہا۔ جنہ لمحے خاموش رہ
کر کچھ سوچتا پہ بولا۔" اس نقشے کے سلے میں کچھ یاد داشتیں تھیں

"کچھ سوچتا پہ بولا۔" اس نقشے کے سلے میں کچھ یاد داشتیں تھیں

کیں اور پس پورا نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہو گیا ہے۔ آپ میں وہاں
میکہ ہے آسانی پر سمجھتا ہوں یا

”اوہ الگ کچھ بھول گئے تو یہ“ طوفی نے عینستہ انماز میں سوال کیا۔
”تینیں بھول سکتا“

”تم واقعی امتحان معلوم ہوتے ہوئے“ طوفی نے عرلان کو گھونسہ دکھا کر کہا۔
”تم نے اتنی محنت سے حاصل کیا ہو ان نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے ضائع
کر دیا“

”ویکھو تو نبیتے“ عرلان آہت سے بولا۔ مجھے نہ انبیے یا نبیتے سے
کوئی دلچسپی نہیں۔ میں تو صرف تم لوگوں کی جانیں پچانا چاہتا تھا۔

”کیوں نہم ابھی رواز ہو جائیں یہ گورنمنٹ اخشا ہو ابولا۔

”نہیں! اس وقت نہیں اب رات ہوتے وہی والی ہے۔ کہاں کھا رہا۔
کافی بتاؤ اور آرام سے سوچا وہ“

”تو فی عرلان کے قریب پہنچ کر بولا“ میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں پیٹ
ڈالوں۔ تم نے آغروہ نقشہ مجھے کیوں نہیں دیا تھا۔ ہو سکتا ہے پا ارادہ
ٹوٹ کر دیں یا

”ارادہ ٹوٹ کر دینے سے بھی جان نہیں پچکے گی“
”کیا مطلب ہے“

”دو لوگوں پارٹیاں ہیں تلاش کرتی پھر زہری ہوں گی۔ اُن سے میکرائے
بھیر جان نہیں پچکے گی“

”تب تو منے واقعی پتھر ہی دالا کام کیا ہے۔ وہ بیس عدد ہیں یا
”بس اب تم میرا دماغ خراب نہ کر د۔

”اے عرلان...!“ وفتقاً سوئیلے آواز دی تھم اوہر آکر کھانا میا۔
کرنے میں میری مدد کرو گا۔

”ٹھیک ہے تم میرے حل میں کنگری اتار دینا اچھا۔“
”نہیں! میں کوئی بات نہیں۔ صرف مجھے ہی تم سے کوئی شکانت
نہیں یا۔“

”شکر ہے خدا کا۔... اس برتاؤ میں ایک ہی ہمدرد تو ملا یا۔“
”اس کی ہمدردی تو تمہیں ہونم رسید ہر کردے گی یا۔“ فوئی آہت سے
بولा۔ عرلان اُسے پڑھتا آپھوڑ کر سوئیا کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”بیٹھ جاؤ۔!“ وہ آہت سے بولی ڈکیا یہ حماقت نہیں بھتی تھیں
نہیں کہہ رہی۔ متہ نہ بناؤ۔... پاپاک بات کر رہی ہوں۔ بعض یادداشت
کے سہارے کام نہیں حل اکرتا۔“

”تم سے بھی بھی کوئی ٹھاکر مجھے لفڑی یا غزال سے کوئی دلچسپی نہیں۔“

قصہ تمہارے باپ کی جان بچانے سے شروع ہوا تھا۔“

”لیکن تمہارا یہ خیال میں دفن رکتا ہے کہ اب ہم بھی محفوظ نہیں ہیں۔“

”ہاں! جب تک وہ دلوں پارٹیاں یہاں موجود ہیں ہم محفوظ نہیں
نہیں ہیں یا۔“

”وہ پارٹیاں یہ بھلاں کا کوئی کیا لیکاڑتے گا یا۔“

”بات دراصل یہ ہے کہ اس لفڑی پر پاخ کر میرا ذہن ٹھپ ہو گیا ہے۔“

”تو ہم مستقل طور پر خطرے میں ہیں یا۔“

”فی الحال تو ایسا نہیں سے نک از کمر گی اور اس کے ساتھیوں کو
لیعن ہو گیا ہے کہ پاپا گورنمنٹ میرے تو سطے نے قبیلہ ہتھیا لیا ہے۔“

لہنا وہ دور رہ کر ہماری نگرانی کریں گے ॥

"لیکن دوسری پارٹی ۔ ।"

"ہاں اس سے طکڑا کا امکان ہے اس لئے مجھے باہر جاتے دو ॥

"باہر جا کر کیا کرو گے ？"

"نگران ۔ । دوسری پارٹی کے پاس سراغرسان کئے ہیں ۔ ॥

"بات سے بات تکلی پلی آرہی ہے ۔ ہم پڑی دشواریوں میں پڑ گئے

ہیں ॥

عمران اٹھ کر غار کے دامنے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ سونیا محسوس کر رہی تھی کہ اُس کا پیپ بیج خوش نظر انے لگا ہے عمران کے بعد وہ اس کے پاس آبیٹھا۔

"اُب میں تم سے ناراض نہیں ہوں ۔ ॥ اُس نے کہا۔

"میرا خجال ہے کہ پہلے بھی نہیں تھے۔ غصتے کا انہما محض ادا کاری تھا ॥

"یہی بات ہے۔ بخلاف پہلے کب تم نے مجھے ایسے موڈیں دیکھا تھا ॥

"کبھی نہیں ۔ ॥

"لیکن تو قی اول دریے کا اجمن ہے ۔ ॥

"یہ بھی کوئی تھی بات نہیں ۔ ॥ سونیا نخواہ نہیں پڑی ۔

"وہ کہاں گیا ہے ۔ ॥

"کہہ رہ تھا کہ دوسری پارٹی کے پاس سراغرسان کئے ہیں ۔ ॥

"یہ بہت بُری تبریز ہے۔ میں کچھ بُھی ہو۔ کل ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ وہ چالاک آدمی حکوم ہوتا ہے۔ شکاری تکوں کا یعنی کچھ نکھر

انتظام صور کرے گا ۔ وہ فتح نکل پڑا۔ فائزہ کی آذان ۔ ॥ آہستہ سے کہتا ہوا اٹھ گیا۔ اب وہ بھی غار کے دامنے کی طرف بڑھا تھا۔ سونیا نے بھی کام چھوڑ دیا۔ ٹونی نے جو چھوڑی سی لم تھی۔ شام کے اس نے بھی سن لی تھی۔ فائزہ کی آذان ۔ پس پر انہیں عمران دکھاتی دیا جو غار کے اندر داخل ہو رہا تھا۔

"اوہ۔ کچھ نہیں ۔ ॥ وہ نہیں کر بلکہ ایک بیٹھ یا تھا۔ جیاگ کیا لیکن فائزہ کی آذان دوسروں کو متوجہ کر سکتی ہے لہذا ہو شیار رہنا۔ ویسے میں ان کی توجہ اس غار سے ہٹلتے رکھنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔" عمران رائق اور کامار تو سوں کی پیٹی اٹھا کر باہر نکل گیا۔ ساتھ ہی ہمایت کرتا گیا تھا کہ اُن میں سے کوئی بھی غار سے باہر نہ نکلے۔ "اُس کا دماغ ہی خراپ ہو گیا ہے۔ ۔ ۔ سونیا جیجن جھلائے ہوئے آذان میں بڑھتا تھا۔

"تم دیکھ لینا چیز ڈیپے گئی ۔ ۔ ٹونی نے کہا۔

"بکاؤں پنڈ کو ۔ ۔ گور شیو گریا۔" وہ ایک بیج تجوہ کار سپاہی علوٰ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہی خاذ پر خود بھی لڑا ہو۔"

"لڑکیوں کے خاذ پر ۔ ۔ ٹونی کہہ رفتار سے ہنسا تھا۔

"اس سے کو خاموش رہے درد میں اس کا زردستی منہ پنڈ کر دوں گا۔" گور شیو نے سونیا سے کہا۔

"خوب ۔ ۔ خوب ۔ ۔ ٹونی نے قہقہہ لگایا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت باہر سے کئی فائزہوں کی آذان آئی تھیں۔

"تم نے دیکھا۔ وہ نہ لٹک تو نہیں کہہ رہا تھا۔" گور شیو نے کہا اور

بیزی سے مومن بیان بھجاتے گا۔
”یہ کیا کر رہے ہو۔؟“ سونیا بکھل کر یوں۔
”یہ مناسب ہے۔“

”یہ بھی ایک بھچ جو کار سپارٹی ہیں۔“ ٹوفی کے لیے ہمیں ملزم تھا۔
سونیا کو اس کا بھر کھل گیا تھا۔ لیکن دونوں پاپ بیٹی خاموش ہی رہے۔
باہر سے قبوڑے قبوڑے دفعے سے فائز کو آوازیں پیدا پڑیں۔
تینوں ناکے دلانے کے قریب ہی خاموش کر دے تھے۔
اچھا ہک عقب سے سریخ لات کا دارہ ان پر پڑا اور ساقہ ہی کسی
عورت کی گرچاہ آوازی ہی سننا دی۔ اپنی بیگ سے بیش بھی نہ کرنا۔
اسٹین گن کا رخت تمارہ ہی طرف ہے چھانی ہو کرہ جاؤ گے۔
انہوں نے شیقی طور پر اپنے ہاتھ اختادیئے۔
”اں کے ہاتھ پیر باندھ دو۔!“ عورت نے کسی کو حکم دیا تھا نہ کوں
کی آوازیں ایسی آمرہ ہی تھیں لیکن فارسے ان کا فاصلہ زیادہ ہوتا جا رہا
تھا۔

”تت۔۔۔ قم کون ہو یہ۔“ گر شوہر مکلا یا۔
”اتنی جلدی بھول گئے ذیل آدمی۔ تھا راہ ساتھی کیا ہے۔؟“
”ڈنگل گیا ہے میں تھیں جاتا کہ اب وہ کہاں ہو گا۔ یہی تھیں جانتا
کہ کہاں سے کیا تھا۔ اس دن اچھا بکھر ہو ٹوں میں ایک سیاہ کی بیشیت
سے داخل ہوا تھا۔ اور میرے بیٹے کے ساتھ یہچے ٹھوونڈھے ہمکل کر طرا
ہوا تھا۔ لیس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا۔“
”رگبی اور اس کے ساتھی کماں پہن گئے۔“

”اب میں کیا بتاؤں مختصرہ؟ اس دن تم جو کچھ مجھ سے پوچھ درہتی تھیں۔
اس کے بارے میں آج بتاسکوں گا کیونکہ سارے معاملات میری سمجھیں
آگئے ہیں۔؟“

”تم فارس کے اس دلانے پر بھرو۔“ عورت نے کسی سے کہا اور
بھاری قدروں کی آواز فارسیں گوچھے لگی۔

”تت۔۔۔ تم لوگ کہ حرست آگئے ہے۔“ سونیا نے سوال کیا۔
لیکن اس کی بات کا جواب دینے کی وجہ سے عورت نے گر شوہر سے کہا
کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے جلدی سے کہہ ڈالے۔ گر شوہر اُنہے دہی کچھ
پرانے لگا بوجو اس سے پہنچے عران کو تیارا ہاتھا اس کے خاموش ہوتے
ہی عورت بولی۔ ”تو وہ بیل اس اجنبی کے پاس ہے۔“
”میں کچھ نہیں جانتا غیر مر۔ یہ سے علم کے طالب بیل تو رگبی، ہی کہ ماحصلہ نہ اس
ہو گئی۔؟“

”میں ہے سے قیسم نہیں کر سکتی۔“ عورت دھڑکی یعنی قم ہو ٹوں سے بیان
کیوں ہو گاک آتے۔؟“

”رگبی اور اس کے ساتھی ہم پر تشدد کرتے کا ارادہ رکھتے ہے۔ اُن کا
یعنی یہی خیال ہے وہ اجنبی میں لا کوئی خاص آدمی ہے حالانکہ اس دن سے
پہلے میں نے کبھی اس کی شکل بھی نہیں دیکھی۔“

”تمہارا بھائی فرنڈ ہے۔؟“ عورت نے سونیا سے پوچھا۔
”کیا تم نے سنا نہیں کہ وہ ایک گاہک کی بیشیت سے ہمارے ہو ٹوں
میں داخل ہوا تھا۔“

”سُن لیا ہے۔ لیکن اس پر لیکن کہنے کو تیار نہیں ہے۔“

مدحت کر ولیقان۔

”خاموش رہو تو لایکی ورنہ زیان لگتی ہے کیفیت لی جائے گی یہ کسی مرد نے کہا۔

بہرحال ان کے ماتھ پر باندھ دیتے گئے تھے پھر انہیں ایک گوشے میں ڈال کر ان کے سامان کی طاشی شروع کردی گئی تھی۔

”آخر یہ لوگ آئے کہ حرسے ہے ۴“ سونیا نے سرگوشی کی۔

”بہت زیادہ تجوہ کارپاہی اس کا جواب نہ دے سکیں گے ۵“ ٹوٹی بولا“ مجھ سے پڑھو۔ ۶ دراصل بیڑیوں کا بیٹھ ہے اس لئے ہو سکتا ہے دوسری طرف اس کا کوئی اور دلنشیزی ہو جو بس کا علم دوسرا سے بیجہ تجوہ کارپاہی کو نہ ہو سکا۔“

”ٹوٹی خاموش رہو ورنہ تمباگا لگھوٹ دوں گا۔“ گریشیو فحصے سے بولا۔

”انتنے تجوہ کارپاہی نہیں ہو کر بندھے ہوئے ہاتھوں سے میرا لگھوٹ سکو۔“

”خدا کے لئے ٹوٹی خاموش رہو ہم اپنے ڈانٹنگ رومن میں نہیں ہیں۔ سہماقی کی کوتی تدبیر سوچو۔“

”اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کیسی بات کسی دی جائیے۔“

”زبان بند رکھو ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔“ گریشیو خوار لیچھیں غرابیا۔

پھر خاموشی چاہگئی۔ فاترتوں کی اوازیں بھی اب نہیں آئی تھیں۔

انہوں نے ساری موسم بیان رہشن کر دی تھیں اور نہایت اہلیان سے ایک ایک چیڑاٹ بلٹر ہے تھے۔

عورت سیست پانچ افراد تھے۔ چھٹا غار کے دامنے پر جا ہوا تھا۔ ہر ہم انہیں لے کر داپس جا رہے ہیں۔ تمہارا بیٹھ تھیں مبارک رہے۔ شکاری۔

کتا ہے کہنے ساتھ ان اس راستے کی طرف جی رہا ہو جس کا علم انہیں نہیں تھا۔ سونیا کی سمجھیں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا ہو گا۔ عربان پتھر نہیں لکھنے دو سکل گیا ہو۔ اور کہتے کہ اس کی دلابی ہر اور یہ لگتے معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا بتا دے کریں۔ گریشیو سب کچھ تو دیا تا لیکن وہ مطمئن نہیں دکھاتی دیتے تھے۔ خود ٹری وی بعد عورت کی کواز سنائی دی۔ اب انہیں اٹھا کر باہر پڑے۔ بہبہ کیک پڑھا شا نہیں تھا کہ اس کے دونوں پیچوں پر تشدید کی اہمکار دیں گے۔“

”خیروار۔ ۷“ غار کے دامنے کی طرف سے آواز آئی۔ ”اپنا اسلخ زین پر ڈال دوڑتہ سب کے سب چلنی ہو جاؤ گے۔ تمباگا اور ہر کام عالیات کا م آپ کھا ہے۔“ آواز انہیں سے سے آئی تھی وہ چوہا کت کر اور ہر ہی دیکھنے لگے تھے۔ اشین گن والے کا مانچ میں جیش ہوئی تھی کہ ایک نسراہ ہوا اور وہ اچھل کر دور جا پڑا۔ گولی شامہ مانچ پر گلی تھی اشین گن زمین پر گری تھی۔

”اپنے مانچ اور پر اٹھاؤ۔“

سونیا نے ان کے مانچ اٹھتے دیکھے۔ عورت دامت پیس رہی تھی۔

”تم کون ہو نہیں تھا! روشنی میں آؤ۔“ اس نے دامنے کے اندر ہر سے میں آنکھیں چھاڑتے ہوئے نکلا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں عربان مددشی میں آگئی۔ غرفناک شکاری والے میکس اپ میں تھا۔

”تت۔۔۔ تتم کون ہو یہ؟“ عورت مکھلاتی۔

”بیڑیا۔۔۔ جس کے بیٹھ پتھر تو گوں نے تھفت کر رکھا ہے۔“

”یعنیوں پچھر ہیں یہاں جاگ کر چھپے تھے یہ عورت نے کہا۔“ اب ہم انہیں لے کر داپس جا رہے ہیں۔ تمہارا بیٹھ تھیں مبارک رہے۔ شکاری۔

کیا تم نہیں سے اس آدمی کو مار دالا ہے جو باہر تھا۔ ”
”مریگا ہو تو اس کا مدد رہیں نے صرف ایک گھونسہ اس کی پیشانی پر
رسیدیکا تھا۔“

”ہماری مدد کرو اپنے شکاری سے تینوں چوریں انہیں ہمارے ٹھکانے
تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ تمہیں معقول معاونت دونوں گی۔“
”معافانے میں وہیکی کی پاٹج بولیں لوں گا۔
”منظور ہے یہ سورت بولی۔“

عمران نے ریواں اور جنیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ ”تمہاریہ آدمی بھی شام
بیویش ہو گیا ہے جس نے اسین گن بنجال کرنی تھی۔ ٹھروما پست اس
کا زخم دیکھ کر ٹرینگ کر دوں۔“

(ب)

وہ اپنی سیچ اور سامان سمیت غار سے روانہ ہو گئے تھے۔ تینوں
کے ماتحت پیر بندھے ہوئے تھے اور انہیں سیچ ہی پڑوان کر لے جایا جا
رہا تھا۔

سویا نے ٹوپی سے کہا۔ ”تماکے لئے تم اپنی زیبان بند ہی رکھنا۔
”اسی مردوں کی بدولت ہم اس حال کر سکتے ہیں۔ اب دیکھو ہمارا کیا اس
ہوتا ہے۔“

”اس کی موڑ دگی میں ہم محفوظ رہیں گے۔ پتا نہیں اب کس جگہ میں
ہے۔ کوئی ایکم ضرور ہے۔“ ورنہ اس نے تو غارہ تھی میں اُن پر قابو پایا
تھا۔“

”سویا تھیک کہدی ہے تو فیکے گو شیر بولا۔
”میں تو کتنا ہوں کہ انہیں لوگوں کو سب کچھ بتا کر چھپا جھڑا۔“
”یہ لوگ بھی آپس وقت تک سچا نہیں چھوڑیں گے جیسے کہ کوئاں
پہنچ جائیں۔ ہمیں سا تھی بھی رکھیں گے۔ پھر الگ عمران بھی ساتھ ہر اتوہم پری
ٹڑھ طعنی اور محفوظ رہیں گے۔ وہ صرف ہماری دیکھ جہاں کرے گا جیسے تینیں ہے۔“
”تو فیکھ پہنچ نہ بول۔ سویا آہستہ آہستہ کہدی تھی۔ پاکا خیال درست ہے
وہ اپنی بھک ہمارے کام ہی آیا ہے۔“

سافت طبلیں نہیں تھیں جلد ہی وہ ایک بڑے فدیں داخل ہوئے تھے
جس کے اندر پڑیں میکس کی تیز روشنی پیلی ہوئی تھی۔
قارکے اندر پہنچ کر عورت نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ”اپس غیرت
کو پاٹخ بولیں وہیکی کی دے دو۔ ایڈر قرتم یہ کام کر دے گے۔“
ایک قوی بیکل آدمی گماٹا ہے ہوتے آگے بڑھا۔

”مختہرو۔!“ عمران پاٹھاٹا کر بولا۔ ”میں نے تم پر اعتماد کیا تھا ورنہ تم
لوگ یہاں تک پہنچتے پہنچ سکتے۔“

خورت ہنس کر بولی۔ ”ایڈر گرانی پاٹخ آدمیوں میں سے ہے جن کے
زخم سے تم ان دونوں بجا تھیں کون کو نکال لے گے تھے لہذا وہ تمہیں کی
ٹڑھ بھی معاف نہیں کرے گا۔ کیوں نیچ گا۔ یہ تھا۔“

”ہاں مادام۔!“ ایڈر گرانی اور عمران پر چھپت پڑا۔

عمران فائل نہیں تھا۔ جھیکاٹ دے کر اس کے باقی پہل پکڑ کاری دہڑ
من اچل کر دور گیا تھا بلکہ عمران کا بیڑی میڈیک اپسی جی سا تھی جیسا تھا۔
”اسکے یہ تو ہدی ہے۔ بکل کر جاتے تباہے۔“ عورت چھی لیکن عمران آتی

دیر میں انہی کی اٹھنے کی پر چشمہ کر چکا تھا۔

”وہ سکی کی پارچہ بولتیں رہیں۔ میں تمہارے قیدیوں کو والپس لے جاؤں گا۔“

”کیا بیرونی کی باتیں کر رہے ہوئے دفعتہ سونیا پیشیٰ دخشم کرو یہ سکیل۔“

” عمران نے عورت سے کہا ”اپنے دوں کو کھول دو۔ اور اگر کسی نے اپنی بیوی سے جنتبیلی کی تو چھلٹی کر کے رکھ دوں گا۔“

”لات... تمہاری بولتیں۔“ لوزت ہٹکلائی۔

”اب تسب کچھ میرا ہے... تم فکر کرو۔ پلوان کے باعث پیر کھلو۔“

”عورتوں پر تو مجھے ذرا برا بھی یعنی ہمیں آئی ہے کہ خود آسمان سے پڑکا تھا۔“ (پ)

وہ انہیں یہ بیس کر کے غارہی میں چھوڑ آئے تھے اور اب انکی برف پر چلتے والی کاڑی عمران اور اس کے ساتھیوں کے قیفے میں قیچی۔ کاڑی میں ایک ایسا پارٹ بھی لگا ہوا تھا جو اپنے پیچے چھوٹے ہوئے نشانات کو مٹا دیجی جاوے تھا۔

”اب ہم اپنے اصل سفر پر روانہ ہو چکے ہیں“ گوشیوں تے عمران کے شانتے پر تھا تھا کہ کہا۔ ”ٹوئنی گاڑی ڈرامہ کر رہا تو سونیا اونچ گھنہ مہی قیچی۔“

”اب اگر تم اپنی محض بخرا فیجے بنا دو تو جید منون ہو گا۔“ گوشیوں نے عمران سے کہا۔

” وقت آنے دو پاپا گر شیر... سب کچھ تبیل معلوم ہو جائے گا۔“

”جب قمر مجھے پاپا گر شیر کہتے ہو۔ تو تمہارے بیچے میں جید پیار ہوتا ہے۔ دل ٹھپٹھا ہے تمہاری طرف۔“

” تو اب تم ملے ہی اپنا پیٹا بناؤ اور مجھے کسی کھڈ میں دھکا دے دو۔“ ”لوئی

غزالی۔

”حُرْكَتِيں تو ایسی ہی ہیں تمہاری۔“

”اُد خونگاں اک احمد اتم کماں سے نازل ہو گئے ہو یہ پر ٹوپی نے عمران کو خاطب کیا تھا۔

”ٹوپی تم نے چھپر دل باتیں شروع کر دیں۔“ سونیا چونکہ کربوںی۔ گوشیوں نے ٹوپی سے کہا ”اسی چھوپڑے کی طرف چلے چوہماں اس دن انہوں نے مجھے گھر اچھا۔ وہاں سے شمال مغرب کی طرف گاڑی مورکر بیس چلتے ہیں۔“

”اس سے یہ تو چھوپ کر اُس نے ہمیں غار کے دوسرا ہے دہانے کے متعلق کیوں نہیں بتایا تھا۔“ ٹوپی نے گوشیوں سے کہا۔

” بتا دیتا تو وہ لوگ اتنی آسانی سے نہ چھپ جاتے۔ اُن کے پاس میں یہ گاڑی دیکھ کچا تھا اور اسے کسی نکسی طرح حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دوسرا ہے دہانے کے قریب ایک ہوم بیتی جلاکر کھو دی تھی۔“

”اور ہمیں چھوپ کر چلے گئے تھے۔“ سونیا نے شکوہ کیا۔

” ہر گز نہیں ایسی نے صرف ایک نامزد کے دونوں پاڑیوں کو ٹوٹا دیا تھا۔ اور خود غافر کے قریب ہی قریب سر ہاتھا۔ دوسرا پارٹی کے شامد دادمی اور کام آگئے کینہ نک غار میں صرف نو عدہ بھی دکھاتی دیتے تھے۔“

” وہ کے تم ایک داشتہ پاپا ہی ہو۔“ گوشیوں بولا۔

” بیس کر دو... پاپا۔ وہرے میں گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گا۔“ ٹوپی بولا۔ اور سونیا نہیں پڑھی۔

” ہمیں رہی ہو۔“ شترم نہیں آتی۔“

” سونیا تم خاموش رہو۔“ گوشیوں پر رہا۔

"اُن اور کیا ۔" عِرَان سرپاک بولا۔ "تو قی کو خزانات کے خواب دیکھنے دو۔ یہ
مینٹ و نسٹ میں ایک شامناڑ اپا کھوئے گا۔"

"میرا نام مت تو۔ سمجھے۔"

"اُور اگر میں تمہارے تھی میں اپنے جھتے سے دستبدار ہو جاؤں تو۔"

"یہ تو میں اپنے سرپر بچالے گا۔" سونیا ہنس کر بولی۔

"حلاکت و ہلاکت میں کچھ بچانے کے بعد تمہم تینوں کو مارڈلٹ کی کوشش کرو گے۔"

"یہ ہوتی ہے۔" سونیا ہنس پڑی۔

"اسی طرح روانابی پر سے کامٹ کو۔ دیکھ لینا۔"

"تم سے نہیں کوئی گی کہ میرے آنسو خشک کر دو۔"

"عِرَان تمہرام سانتا۔ تو قی دل کا بُرا نہیں ہے۔ صرف کمزور اعصابی

رکھتا ہے۔" کوڑی شدید تے کہا۔

"میں بھٹکا ہوں۔" عِرَان نے کہا۔

"صرف بھٹکتے ہو بلکہ دوسروں کی کمزوریوں سے خالدہ اٹھانا بھی غریب جلتے

ہو۔" ٹوپی نے کہا۔ اس پار کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔

کھلاڑی ہمولی ستار سے پیل رہی تھی۔ مکھڑی دیر بعد سونیا بولی "ایندھن

شم ہو گیا تو لیکر کریں گے۔"

"بہت ایندھن ہے۔ میں چیک کر چکا ہوں۔" پورے دل مائیں کاچکر

لگایا جا سکتا ہے۔"

"ذرا دھیان رکھنا ہم غلط تو نہیں جا رہے۔" کوڑی شدید تھراہیں دکھانے دیں۔

"اوہ سرپاک باتیں جانب میں دیکھ رہا ہوں۔" عِرَان بولا۔

"بس اس کی داہمی طرف نے نکل پلنا ہی می۔ میرے بیگر۔ نہ میرے بیگر کے

زراہیت پر۔"

"ٹھہر جاؤ تو قی۔" عِرَان بولا۔ "کھلاڑی روک دو۔ مجھے ایسا ٹھوس ہو
رہا ہے جیسے چماری راہ رو کی جا رہی ہے۔"

"کیوں بخواس کرتے ہو۔ ۔۔۔ کون ہے بیان ہے۔"

"جو کچھ کہا جا رہا ہے کہ تو قی مجھے اس کی صلاحیتوں پر اختاد ہے۔"
کوڑی شدید غصیل بچھے ہیں کہا۔

"بیجھی بات ہے۔ تو قی طیلیں رانیں لے کر بولا۔" لیکن اس کا الجھ اچھا نہیں تھا۔

عِرَان کھلاڑی سے کو دیگا۔ وہ سب جھڑج بیٹھے ہوئے تھے اُسی طرح بچھے رہے۔

کوڑی شدید عِرَان سے کچھ پر بچتے کے لئے ہڑت ہلاتے تھے لیکن وہ اُسے نہیں
دکھاتی دیا تھا۔

"شام بہت ہی بیکی کی مرٹ ہمارا مقدار ہو سکتے ہے۔" تو قی بڑا بڑا یا۔

"وہ تمہاری ہی دریافت ہے۔ میری نہیں۔ وہ تمہارے ہی تو سلطنتے ہو جو

تک پہنچا تھا۔"

"میری سمجھیں نہیں۔ اماک آفران سب یا توں سے کیا نامہ۔ اگر ہم چاہیں

تو ہمیں سے واپس بھی جا سکتے ہیں۔" سونیا نے کہا۔

"اگر بھی کو دیکھنے زینا ہوتا تو مذور جا سکتے تھے۔"

۵ اچھاں ایس فامہوش ہو۔"

"اوہ۔ ۔۔۔ وہ دیکھو۔ وہ اُوھر کیا چیز حرکت کر رہی ہے۔" سونیا ایک

جانب پا تھا اٹھا کر بولی۔

"بھیڑ بیا ہو گا۔" کوڑی نے کہا۔ "تو قی رائق مجھے دتا۔"

چھپر تو نہیں چاروں طرف تھک ساتے نظر آتے تھے اور ایک کوئی

آواز سناتی دی تھی۔

"کھلاڑی سے اڑاؤ۔ ۔۔۔ درنمارے جاؤ گے۔"

”دیکھا تم لے“ ٹوپی دانت پیس کر بولا۔

سلے گاڑای کے گرد گیرا ٹنگ کرتے جا رہے تھے۔

”بچاؤ کی صورت نہیں۔ اس آئرا دیکھا ہے تھے“ پھر کہا گیا۔

”وہ فاغل نہ ہو گا یہاگر شیو آمیت سے بولا۔ ڈیکھا جا رہا ہے دی کرو یہ تینوں

گاڑی سے آئرا ایک طرف کھڑے ہو گئے تھے اور ٹوپی آہستہ آہستہ گالیاں یکدیما تھا۔

”خاموش رہو“ سوپنا اس کا باز وحی جھسو کر بولی۔ ”انہیں یہ معلوم ہوتے

پائے کہ عران چاہے ساختھا۔

ونفس ان سرسر جلاٹ کا دارہ پڑا تھا اور رگی کی آواز آئی تھی۔ ”اوہ۔ یہ تو

گورشید ہے لیکن گاڑای ان لوگوں کی معلوم ہوتی ہے“

پھر وہ بُبُ ان کے قریب آگئے تھے اور رگی نے گورشید سے پڑھا تھا کہ

کیا آپ ان نے غالفوں سے بھی سان باز کر لے ہیں؟

”نہیں!“ گورشید بولا۔ ”ہم ان کی گاڑی لے بھاگے ہیں۔ عران کو ان سے

الجھا ہوا پھوٹ رہتے ہیں“

رگی نے اپنے آدمیوں میں سے کسی کو برداشت کی تھی کہ گاڑی کو جھوپڑے

کی طرف لے جائے اور گورشید سے بولا تھا۔ ”تم لوگ بھی ادھر ہی پہلو میں اب

یہی تمہارا اتنا بھی دوست ہوں جتنا پڑھ تھا۔

وہ تینوں پُپ پاپ جھوپڑے کی طرف پلے تھے۔ دہل پہنچ کر انہیں گرا

گرم کافی پلانی کی اور ٹوپی ان کے اس بستاد پر گلکھت پھکل گیا۔ جھوپڑے کی بیچ پڑھ

کے نیزہ اُس نے رجی کا گلکے جا کر عران کی پوری کاملی سنا دی۔ لیکن نہیں تباہ

تھا کہ عران دیر پہنچے ہی انہی کے ساختھا۔ سوپنا انہیں بشے کی نظر سے دیکھ

رہی تھی۔ لیکن پھر بولی نہیں تھی۔ پچھلے دیر بعد وہ ان کے پاس پڑھ آئے۔

”گورشید!“ رگی نے کسکا ک بولا۔ ”محض خوش ہے کہ تمہارا ایسا بھاٹ دہیں۔ معامل

نہم اور قلمبند ہے“

”ہر ہو سکتا ہے لیکن گورشید اسی سے بولا یہ میں نے تو کچھی ایسا محسوس نہیں کیا۔

سو نیکے ہی ٹوپی کو گوکر دیکھا تھا لیکن وہ ان کی طرف متوجہ ہی نہیں تھا۔

”لاؤ نہ کھاؤ۔ گورشید وہ یاد اشیت ہجھنے توڑ کی تھیں۔ ہماری دوستی پھر

اسی بگس سے شروع ہو جائے گی جہاں تھم ہوئی تھی۔“

گورشید کے چھپے پرکش قسم کا دیواری تھیر نہیں دکھائی دیا تھا۔ البتہ سوپنا

دانت پیچی تھی تھی۔ گورشید نے لچپ چاپ کا تقدیر جیسے نہ کھالا اور رگی کے

حوالے کر دیا۔ رگی دیکھ ک اسے دیکھا رہا تھا اور بولا۔ ”یاد داشت تھر یکر تے کا

مطہر ہے کہ تماری نیازی اپنے رہنمائی کی بھی ضرورت پیش آئے گی۔“

”مجھے تو اب معاف ہی کرو۔ میں اپنے بچوں سمیت واپس جانا چاہتا ہوں؟“

”یہ کیسے مکن ہے دوست! امنزل کے قریب یہ پیچ کر پڑت جاؤ گے۔“ تینوں نہیں

رہ نہیں ہو سکتا۔ اپنی انگھوں سے دیکھنے کی خوبی ہی اور ہوتی ہے۔“

”مجھے کچھی بھی نہیں چاہتے مٹر رگی۔“

”مجھے تو چاہتے ہیں دفعتہ ٹوپی بول۔ پڑا۔“

”تو پھر جاؤ جیسیں میں۔“ گورشید غاریبا۔ اسی انگھوں سے نفرت کا رہ بھکت ہاتھا۔

”سوال تو یہ ہے کہم ہماری مری کے بیخروں والیں کیسے جاؤ گے؟“ رگی نے ہنس کر کہا۔

”اوہ بچہ یہ سے بھولے دوست تھے کیونکہ تھیں کریا کر اُس پر معاشر نے ایک بھی

پر نہ کھالا ہو گا۔ ہو سکتا ہے ایک سٹ اپ بھی اس کے پاس محفوظ ہو۔“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔“ گورشید نے پر سکون لجھیں دے سکیں گے۔“

کے ذریعے جی انہیں ترستت نہیں دے سکیں گے۔“

”تو کیا اس نے ترستت نہیں دیکھی تھی؟“

”ہرگز نہیں۔ میں انماری نہیں ہوں۔ اس سے دوستی کریں نے ملکھوں کو

تریب دیتا اور یادداشت فوٹ کے انہیں ترقیات کر دیا تھا۔
”بہت خوب“ وہ اس کے شانے پر ماہکر کہ رہا۔ اب عقلاً تھوک و دوسار
ایک لچھے دوست کی طرح میری مد کرد و میری کوئی اپنی بھی اپنے بچوں کی۔
ان کا مستقبل شاندار ہو گا اگر خزانہ ہمارے باقاعدگی“

سوئیا نے دیکھا کہ بات بچوں کی ہے تو خود بھی بڑی کی ہاں میں ہاں ملائے پر
آمادہ ہو گئی۔ گوشینے اُسے بہترت سے دیکھا تھا لیکن شامی دخل انمازی ہیں
کہنا چاہتا اس لئے دوسرا طرف دیکھنے لگا تھا۔
پھر سڑ پایا کہ رات جھونپڑے اسی میں لگزاری چالے اور سچ ہوتے ہی
وہ مژمل کی کلامش میں ملکن کو رکھے ہوں۔

لُفی گرو شوارو سوئیا کیک بھی بگ سوئے تھے پتہ نہیں کہ دفت سوئیا کو الیسا
محسوس ہوا ہے کوئی اس کا گھالا گھوٹ رہا ہو۔ پھر کسی قسم کی بد وجہتے سے بغیر وہ
ذنش سے اتفاق پہنچ لئی تھی۔ ایک لائق صنیلوں سے اس کے منہ پر جاما ہوا تھا اور
خود شاندار کی کامنے پر تھی۔
”گھار بھی میں لے چلو کیسی لئے آہستہ سے کھاتھا اور وہ جس نے اسے کامنے پر
انشار کھاتھا تیری سے ملنے لگا تھا۔ سوئیا کامن گھٹے کیلیں وہ جنتیں دیں کہ
سکتی تھی۔ بالآخر اسے گاڑی کی ایک سیٹ پر بیٹھ دیا گیا تھا۔
”یہ کیا ہیوڈگی ہے؟“ وہ چینچلا کر بول۔

”آہ مرتے ہا۔“ کسی نے بھرا تھی ہوئی آہاز میں کہا۔ اگر تمہاری آواز بلند ہوئی
تو شخچنیا سے دل میں پیوست ہو جائے گا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کچھ کہا
تھا لیکن دوسرے ہیں لئے میں سوئیا نے خدا اسی کی کراہتی اور پھر کوئی نہنی پہنچ
گری تھی۔ سیٹ سے اٹھ کر اس نے دیکھا۔ باہر سفید برف پر دقا کب ساتے
ایک دوسرے سے گتھے ہوتے تھے۔

اہدایک سایہ جیسی و حرکت پڑا ہوا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے دوسرا سایہ بھی اعلیٰ کے پر ایسا جا پڑا اور یہ سچ و حرکت
ہو گیا تیرے ساتے نے گاڑی کی طرف چلا گیک بگانی اور ڈنائیوں گیک سیٹ پر پڑیا
ہوا بوللا۔ یہ میں ہوں سوئیا اپنے سچے مارنے کی ہدوفت نہیں ہے۔

”عران! اضدایا شکر ہے تیرا۔“

پھر گاڑی اس اشارت ہوئی تھی اور تیری سے آنکھ طردھتی چل گئی تھی۔ سوئیا
دم بخود پڑی رہی۔ ایس پر عتنی سی طاری ہونے لگی تھی۔ عران اُسے آوازیں
دے رہا تھا لیکن یہ آوازیں بہت دور کی معلوم ہوتی تھیں پھر پر کچھ رنگی میں ڈوب گیا۔

(ب):

آنکھ کھل کر اس درج طبع ہو رہا تھا۔ اور گاڑی بھی رکی ہوئی تھی۔ خود اس پر
تین عدد موٹے موٹے چل پڑے ہوئے تھے اور عران اس پر جھکا ہوا تھا۔
”اوہ... تم ہو صدیم درندے یہ مسکرائی۔“

”اب آتی بیدردی کا مظاہرہ یہی مت کرو۔“ عران بوللا۔ میں تو ایک
یا لکل یہی فزر بیوقوف آدمی ہوں ہے۔

”لیکن تم مجھے کہاں لے آتے ہو بیوقوف آدمی۔“
”یہ تو تم ہی بجاوگی۔“

”آخر کتنا فاصلہ ہے کیا ہے؟“

”یہ ملتے ہی رہے ہیں باہی ابی گاڑی روکی ہے۔ اُن دونوں گھوڑوں نے
بیڑت ایک چھوپ پر میری تسلی آسان کر دی۔ لیکن شامی دلود ہمیشہ کے لئے دنیا
سے رخصت ہو گئے۔

” تو کیا تھے انہیں مارڈا یا سوئیا بکھلا کر اٹھ بیٹھی۔
وہ کیا کرتا۔ گاڑی ہر حال نکال لانی تھی۔ اور پھر مجھے بھی عصت آگیا تھا۔“

اگر تباہ سے سانحہ اسیں فرم کا برداز دکتے تو خیر کوئی بات نہیں تھی ۶۴

سوئیں نے وہ سب کچھ کہ رہا تھا جو ان تینوں پر لذتی تھی۔ اپنے باپ اور بھائی کے لئے اس کا انتظار بڑھتا چاہ رہا تھا۔

”نکر نہ کرو۔ وہ انہیں کوئی نقصان پہنچاتے بغیر اور ہر کسی کی کوشش کریں گے پاپا اگر شید کی مدد کے بغیر تو سچے حق وہ یادا شیئں قطعی بیکاریں“

”لیکن ہر کہماں جاتیں گے“

”میں ریگی کے اس خیال سے بالکل منتفق ہوں کہ قصیر دل کے دویٹ

تیار کرنے گئے تھے ایک پاپا گوشیوں نے فاسخ کر دیا اور اکاپ میسے پاس مقتدھے“

سوئیا کاٹا ہی سے اکر کر چاروں طرف نظر دوڑتا تھا کیونکی کچھ دیر بعد اس نے کہا

”میری بھگھیں تو کچھ ہی نہیں آتا“

”ٹھہرو میں وہ تصویریں نکالتا ہوں تم نے کہا تھا اک تم در در باز تک کے علاقوں میں پہنچنے رہی ہو۔ شام اس لفڑی کو ترتیب دے سکو۔ نے نکری سے ۷۳ کرو۔ ان کے پاس کتوں والی سیچ ہے یہاں تک آسانی سے منپنچ نکلیں گے۔“

وہ چڑکاڑی میں آئی تھی اور عران نے تھا یہ جیسے سے نکال کر اس کے سامنے ڈال دی۔

وہ ٹھوڑی دیر تک ان کا چاہا زہر لیتی رہی تھی۔ پھر انہیں ترتیب دینے لگی تھی۔ راستہ ہی ساقی بیک کی نیکات بیکی کے نیکات بیکی کے نیکات بیکی کے نیکات

ستے میں کوڑاٹیں ہیں کی نیکات بیکی کے نیکات بیکی کے نیکات بیکی کے نیکات

کچھ دیر بعد سوئیں لے اپنی آواز میں اعلان کیا کہ وہ لفڑی کو ترتیب دے لیئے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

”اُس خوشی میں یہ لوٹا شہرہ حاضر ہے“ عران نے ناشستہ کی طے اس کے سامنے سکتے ہوئے کہا۔

”تم ہی تو آؤ۔“

”میری بھکر کرو۔ اونٹ بیکھنا کا جماز ہے لور میں برفتان کا اونٹ ہے۔ کئی دنوں بک پکھا کتھے ہیں بغیر زندہ رہ سکتا ہوں۔ بس چینیگ کا اٹاک ہرنا چاہا ہے ۶۵۔“
ناشستے کے بعد سوئیا رہی کہ ہایت کے محلیں کھاؤی ایک طرف چل پڑی تھی۔
”آخر ہر کہماں لے جائیں گے اُس خزانے کو ۶۶۔ سوئیا بولی۔

”ریگی کے ساقیوں میں بابر بارہ تھیم کر دیں گے۔“ قم یونہی المدار ہر را دریں اپنے گل کا شہزادہ ہوں ۶۷۔

”تم پہنچیں کون ہر اور کہماں سے آئے ہوتا رہی کسی بات پر لفڑی نہیں آتا۔“
”اُف ذہر۔ یہاں پہنچ کر مجھ پر بے اعتمادی کا اخبار ۶۸۔“

”میں نہیں کہ رہی کوئی دھوکے باز ہو۔ اُوہ۔ ذرا شہرو۔ شائد ہم“ ۶۹۔
اپاٹ پہنچ گئے ہیں۔ وہ دیکھو سمنے والی چٹان کی بیانات ۷۰۔

”تم تھیں کہ رہی ہو۔ یہاں سے شامہ باتیں جاتی ہر نہیں ہے۔“ عران نے کمالوں کھاؤی مولتا ہر اجل اولاد تھیں تھیں یادداشت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے ۷۱۔

کچھ درج پڑ کے بعد سوئیں اُسے پھر کام کا اور کھاؤی کا فرش مٹا گیا تھا۔
تین گھنٹے تک پڑتے رہتے کے بعد یا آثار اس نے بالکل رک جانے کے لئے کہا تھا۔

”لغتہ کے طبق اب آگے جانے کی بجائی نہیں ہے ۷۲۔ اس نے کہا۔“

”تو پھر سی ہماری نیزل بھی ہو سکتی ہے ۷۳۔“
وہ گھاؤی سے اتراتے اور چاروں طرف نظر دلانے لگے۔ اونچی اونچی چٹافوں سے گھوڑا ہی رہتے تار ساہد پہنچی سوت کی شماں اور سوہنے رہتا ہو کا۔

”آءا۔۔۔ وہ دیکھو۔ کام کی تسلیک کی چٹان ۷۴۔“ قم سوئیا پرست بھی میں۔
چینی۔۔۔ ناشستہ کا آخری نشان ۷۵۔“

پسروہ تیرتیسی سے اسی صلیب تھا چٹان کی طرف بڑھتے چل گئے تھے۔

"اپ ہیں اپنی عقل سے کام یتیا۔ نقش تو خاکوش ہو چکا ہے۔ عمران بولا۔ پشاں کے قریب پیغام برداروں رک نے اور عمران نے اسے ایک جگہ اپنے ساپنے دکھاتے ہوئے کہا تھا۔ "ہوسنا کہے اس پیغمبر کو ہٹاتے ہی ہیں کی فارس کا دل نظرِ اجلات۔ "کو شش کرو۔" سو نیا طوبیں سانس سے کر لیں۔" میں قراب بڑی تکمیل محسوس کر رہی ہوں۔"

کافی جد و جہد کے بعد پھر انہیں یہ گے کہ کس کر مدخلان میں پسلتا چلا کیا تھا۔ عمران کا خیال غلط نہ تکلا۔ وہ کسی غار کا دلماءتی تھا۔

"تو تم خدا نے تکم آپنے۔" وہ اس کا آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکانی لیکن وہ کچھ نہ بول۔ جلد سچیہ نظر کے لگا تھا۔

فار زیادہ کشادہ نہ تھا۔ وہ دو اچوں کی روشنی نے اُسے پوری طرح روشن کر دیا تھا۔ ایک جانب ایک مچھوں سی میر نظر آئی جس پر کڑا کی ایک سچیہ پڑی ہوئی تھی۔

"اوہ ہو۔ اس پر شامہ جو بن زبان میں پچھا تحریر ہے۔" سو نیا اُسے اٹھا کر دیکھتی ہوئی بولی۔ درستے ہیں لمحے میں وہ عمران کے ہاتھ میں قبیلہ اور تحریر کا اطلاع تربیج سو نیا کے گوش گذا کر رہا تھا۔

"میں بھٹکا۔" جرمی ہمیشہ آباد رہے۔ اتحادیوں سے جگہ میں ہمارا پلا بجاری ہے۔ یہاں جرمی کی نصرت کا من ایک بیباہک اسکو پوشریدہ ہے۔ یہاں سے بائیں جانیں دس قدم جل کر تپڑ کی چھوٹی سی سلی ٹھاک لکن مٹھو۔ پیٹے ایک بید مزوری بات سن لے۔ یہاں سکر اُس دلت کے لئے ہے جب جرمی کی ساری ایمیں لوٹ جائیں۔

گُرخے ملن دیاتے ہی ایک بجڑ سے دُدد دوبار راکٹ فائز ہونگے۔ ایک لذن پر گے گا اور دوسرے پر۔۔۔ اور دو فونی ہی دُدد

ایمیں کے ہاتھے میں تباہی میادیں گے اور جرمی یہ جگہ جیت لے گا۔ ذو تمہیں کے دارے میں ایک منقف بھی زندہ نہ بچے گا۔ لذن اور یہ سر قبرستان میں جانیں گے۔ اگر جرمی اس کے بغیر قیام حاصل کر لے تو پہتری ہو گا کہ ان دونوں را کٹوں ہی کو تباہ کر دیا جاتے۔ ہر اپنے دیوانے ہے اُن کے اجزا منتشر ہو کر بیکار ہو جانیں گے۔ لکن ہو شیرا۔ ایسا کرنے سے بھی کچھ اڑ کھمیں میں کے دارے میں زلزال سا برپا ہو جائے گا۔ لکن اجزا کا انتشار صرف دو عدد دھماکے پیدا کرے گا۔ جوتاہ کن تھوڑے ہوں گے۔ میں بھراؤ۔"

سو نیا دم بخود تھی۔

عمران بڑا بڑا۔ نازدی درندوں میں بھی تھوڑی بہت انسانیت تھی لیکن انسانیت کے دعویٰ داروں نے ہیر و شیا کو تباہ کر دیا۔ کیا جیاں ہے۔ دیاؤں ہر اپنے۔"

"یقظاً... درہ ہو سکتا ہے کوئی میں الاقوامی عقدہ اس پر قبضہ کر کے فراہن اور بر طاقتی کو ٹکیں میں کرنا شروع کر دے۔"

انہوں نے جلد ہی سوچ بڑھ تلاش کر لیا تھا اور عمران نے ہرے میں پر انھیں کہ دی تھی۔

نیز میں گل گل اہٹ نہیں دی۔ اور صحر۔ پسچم زلزال سا آگیں کئی کیکھنے ہے زمین گل گل اہٹ نہیں۔ سو نیا کسی خوفزدہ شخصی سی پیچ کی طرح عمران سے پہنچی اور کیا نیتی رہی۔

"بس ایں باصل ختم ہو گیا۔ اب دلواد میسر ہے حصے کی رقم۔ درز میں تمہیں ہی راکٹ بناؤں گا۔" عمران بولا۔

"اب بھے وہ دونوں یاد آرہے ہیں۔ پتنیں ان کا کیا حشر ہوا ہو۔ تم قلچی راہ لوگے۔"

"خدا نے چاہا تو زندہ ہی ہوں گے۔ چلو والپی سلو۔" دو توں غار سے مکان کا گھاٹی تک آئے تھے۔ اور سوئیا اسے والپی کے سفر کے لئے تیکار کرنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کا انتظار کریں۔" عمران بولا یہ ہو سکتا ہے دو تین گھنٹے بعد ہی وہ بیان نہیں جائیں۔ میں ادھر چپ جاؤں گا۔ تم کہاڑی ہی میں بیٹھی رہنا۔ اسی طرح میں تم تینوں کی حفاظت کر سکوں گا۔" "جسی تھماری مرمنی۔ میری تو پچھلی سمجھ میں نہیں آتا۔"

"تھوڑی بھی اپنے ہی پاس رکھو۔ بیگی کے حوالے کر دینا۔ اس کے بعد اگر اس نے تم لوگوں پر لڑاٹھایا تو ایک کوئی زندہ نہ پھوڑوں گا۔" پھر اپنی اسیکم کے مطابق وہ لبکھ کر پھر کے پیچے چھپ گیا تھا۔ اس کا اندازہ فلسطین تھکلا۔ دو سچ گاڑیاں وہاں پھی شیئں جن پر سے کمی آدمی را قتلیں لئے ہوئے کوئے نہیں اور برف پر چلتے والی گاڑی کو گیئر لیا تھا۔ سوئیا نے دیکھا کہ اس کے پاپ اور جاتی قیدیوں کی طرح سمجھ پہ بند سے پیشے ہیں۔

سوئیا نے کٹوڑی کی تھوڑی بیگی کی طرف بڑھا دی جو قریب ہی کھڑا اسے خونخوار لفڑوں سے گھوڑے جاری رکھتا۔

"ست... تو وہ۔ زلزلہ۔!" وہ بالآخر ہٹکلیا۔ "ہم۔ مسٹر بیگی۔ کسی کی خواہش کے مطابق دونوں راکٹ تباہ کر دیں گے۔" "ہمارا بھی یہی مشعر تھا۔ اپنی۔ لڑکی کا۔ بھرتائی ہوتی آوازیں بولا۔" دو

لاؤکھڈار تھا رے ہیں۔ مخفی بھرمنی اب سادھی دنیا میں اُن چاہلہتے اور غیر ترقی یافتہ ماؤک کی ترقی کا خواہاں۔ دوسروی پارٹی ایک جنگی رازے تعلیم کھوئی ہے۔ اگر وہ ان راکٹوں پر قبضہ کر لیتی تو چار ماش کامیاب تھے تولماں اور۔ تھا را وہ جیسا بولتے رہنے کیاں ہے جس نے میرے آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔"

"وہ دونوں تھماری طرح نیکدل نہیں تھے مظر گئی۔ مجھے سوتے سے گھاڑی میں اٹھا لائے تھے۔ اور۔ اسی لئے وہ مارے گئے۔"

"اگر یہ بات تھی تب تو ان کا انجام میرے لئے خوشی کا بیاعث ہے۔۔۔ میں تھمارے لیوائے فریضہ کو معاف کرتا ہوں۔ اُسے بلا د۔ اسی کے ساتھ میں وہ جگد دیکھنے پا ہتا ہوں جہاں سوچ بروڑ تھا۔"

"سوچ بروڑ ایسی بھی موجود ہے۔ وہ تباہ نہیں ہوا۔" سوئیا نے کہا اور عمران کو آہازیں دیئے گئے۔

وہ اپنی کے سفر میں رگی ان چاروں کے ساتھ گاڑی ہی میں بیٹھا تھا۔ عمران کے استفار پر اس نے تباہ کر دہ ان راکٹوں کے بارے میں بیان کیا۔ اور انہیں تباہ ہی کرنے کی عرض سے وہاں آیا تھا اور ان کی تباہ کے بعد جیسے وعدہ گورنیشن کو دو لاکھ روپا ادا کر دیتا ہوا سوئیز ریزندنٹ کے ایک بیک سے پہنچا تھا۔"

"دوسروی پارٹی کا کیا ہو گا۔" گورنیشن نے پوچھا۔

"اُنلی کی حکومت اس سے پہنچے گی۔ ڈی ایمپرسر پہنچے ہی اس کے لئے کام رکھ شروع کر دوں گا۔"

"یہ حال پچاس ہزار روپا کا لئے اس مختصرے نے بھی۔" لُوفی عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

”تم ایک شہزادے کی توبیٰ کر رہے ہوئے عمران اکٹھ کر بولا۔“ ہم لوگ اس طرح نہیں بھایا کرتے۔ کیا سمجھتے ہو۔ خود میرے تین بیٹیں ڈوال سوتھر لیتھ کے بیچوں میں پڑے ہوئے جگ ک مار رہے ہیں۔“

”تو تم بھی کوئی بزرگیوں خیال کر لیتے۔ اپنے کمک واپس جائی کیا کرو گے گورنمنٹ بولنا۔“

”میری ماں منتظر ہو گی۔“ عمران ٹھنڈی ساقی لے کر بولا۔ اور سونا اسے بہت حوزہ سے دیکھتے لگی۔

والپی کا سفر بجید دشوار ہو گیا تھا کیونکہ اس محولی سے زراز لئے بھی جگ جگ بہف میں دراٹیں ڈوال دیتی ہیں۔

ختم شود